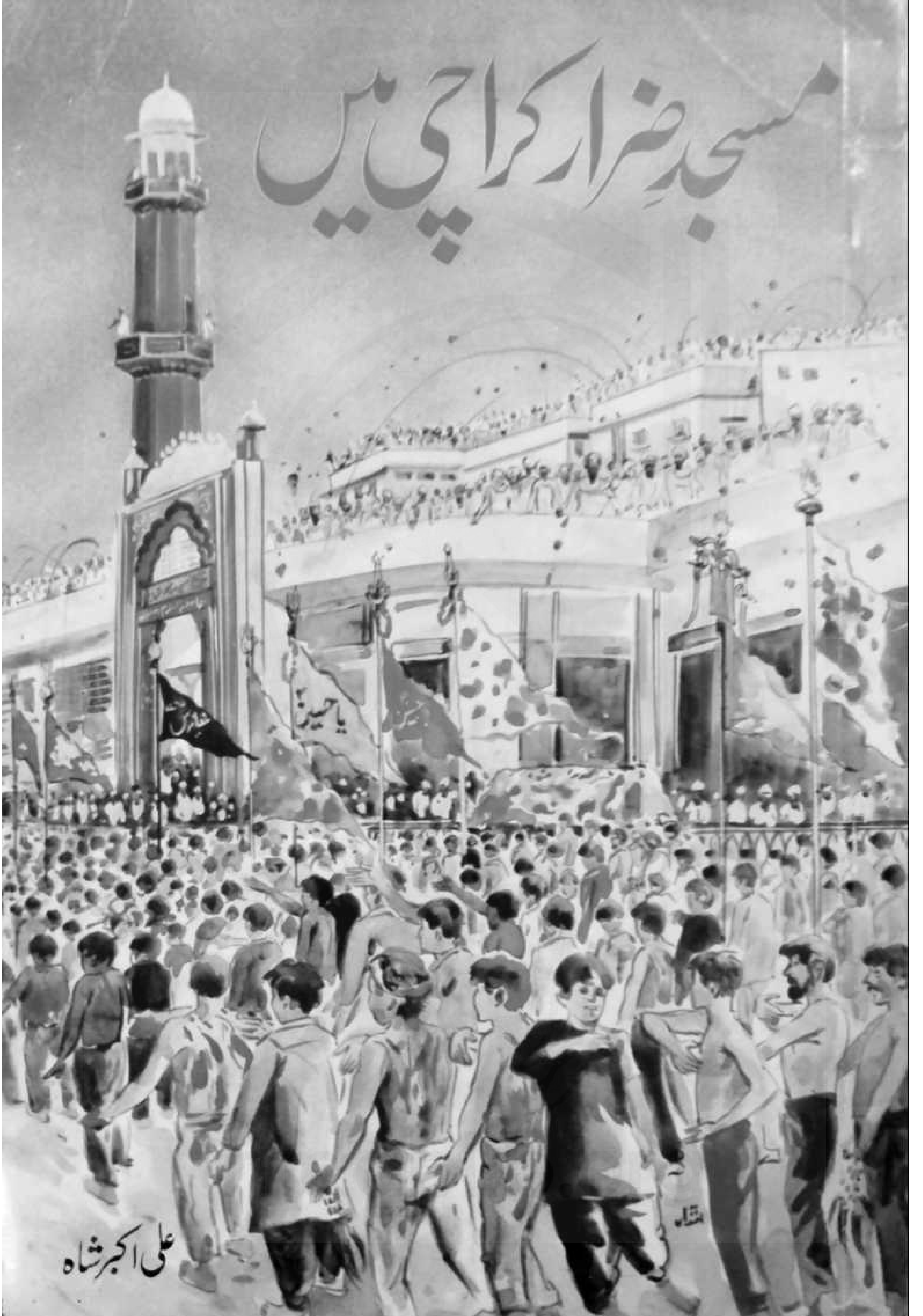
مسجدِ ضرار کراچی میں



علی اکبر شاہ

اے مسجدِ ضرار سماجا زمین میں
بنیاد میں ہے تیری عداوت حسینؑ کی

محشر لکھنوی

مسجدِ ضرار کراچی میں



مولانا اسفندیار



مفتی احمد الرحمٰن

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

maablib.org

تحریر: علی اکبر شاہ

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرضِ مصنف	۳
۲	امام بارگاہ شاہ نجف	۵
۳	مسجدِ ضرار	۷
۴	جلوسِ سبطِ رسولؐ اور مسجدِ ضرار	۱۰
۵	عظمتِ صحابہ کانفرنس	۱۴
۶	چہلم کا جلوس	۱۹
۷	جلوس امام حسن علیہ السلام	۲۳
۸	سوادِ اعظم اور جھوٹ	۲۷
۹	سوادِ اعظم اور جماعتِ اسلامی کا گٹھ جوڑ	۳۷
۱۰	آخری گذارش	۶۹
۱۱	پیغامات	۷۶

قیمت : دس روپیہ پچاس پیسہ

maablib.org

عرضِ مُصنف

ہم شیعت کی راہ میں حائل روکاٹوں، شیعوں پر ہونے والے مظالم اور اہلبیتؑ کے قدیم اور جدید دشمنوں کی تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔ یہ ایک تاریخی ورثہ ہے لہٰذا ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم کسی بھی سچائی سے گریز کریں۔ اِس سلسلہ میں ہم نے اب تک جو کام کیا ہے اس سب کا تذکرہ یہاں مناسب نہیں ہے ہم موضوع کی مناسبت سے صرف دو کتابوں کا ذکر کئے دیتے ہیں یعنی "جلتی مسجدیں اور خود ساختہ پاسبانِ حرم"

ہماری یہ کتاب بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اِس میں پاکستان کی ایک بدنامِ زمانہ مذہبی تنظیم "سوادِ اعظم اہلسنت" کے عمومی کردار اور خاص طور سے مسجد نیوٹاؤن کو فساد کا گڑھ بنانے کے سلسلہ میں اس جماعت کے فتنہ پرور کردار پر بحث کی گئی ہے اور اس کے "اقرا ڈائجسٹ" اکتوبر ۱۹۸۷ء سے چند منتخب جھوٹ پیش کرکے ان پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ جماعتِ اسلامی کے ہفت روزہ "تکبیر" (۲۳ اکتوبر تا ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء) نے سیاہ کو سفید اور ظالم کو مظلوم بنانے کی بڑی بے رحمانہ کوشش کی ہے اور اس طرح سے اپنے آپ کو بنوامیہ کا صحیح وارث ثابت کر دیا ہے۔ ہم نے بھی سچائی کو واضح کرنے میں کوئی مروّت نہیں کی ہے اور نہ ہی کوئی کسر چھوڑی ہے مگر جو بات بھی کی ہے ٹھوس دلیل کے ساتھ کی ہے اور دستاویزی ثبوت بھی پیش کئے ہیں۔

اس کتاب کا لب ولہجہ بعض سلیم الطباع لوگوں پر یقیناً گراں گذرے گا ہم اس سلسلہ میں معافی کے خواستگار ہیں، مگر کیا کریں سوادِ اعظم اور اس کی

بغل بچہ تنظیموں نے بدتمیزی کو اس طرح اپنایا ہوا ہے کہ گویا بدتمیزی بھی اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ یہ کارِ خیر چھوٹے سے چھوٹے کارکن سے لے کر بڑے سے بڑے مولوی تک انجام دیتے ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے کراچی شہر کی دیواروں پر آیت اللہ خمینی کی توہین سے بھرپور پوسٹر چسپاں کئے گئے اور یہ حرکت کرنے والی تنظیم "سپاہِ صحابہ" تھی۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے "اقرار ڈائجسٹ" میں تین مضمون ایسے تھے کہ جن میں قدرِ مشترک بدتمیزی تھی۔ اِن میں سے ایک مضمون مفتی ولی حسن کا تھا جس میں جھوٹ بھی انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور بدتمیزی بھی، لہٰذا اب ہم بھی یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ حضرات بہت ہو چکی، بدتمیزی کے ٹھیکیدار یقیناً آپ ہی ہیں اور یہی آپ کی میراث ہے مگر جواب آں غزل کے طور پر دوسرے بھی کچھ گستاخی کر سکتے ہیں۔

علی اکبر شاہ

۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء مطابق ۵ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

امام بارگاہ شاہ نجف

اس امام بارگاہ کا قیام دسمبر ۱۹۴۸ء کو عمل میں آیا۔ یہ کچی سی عمارت تھی مگر آج یہ ایک شاندار عمارت ہے۔ نام "امام بارگاہ شاہ نجف" ہے مگر عرفِ عام میں مارٹن روڈ کا امام باڑہ کہلاتا ہے اگر ہم گرومندر کی طرف سے جہانگیر روڈ پر آئیں تو دو نمبر پر پہنچ کر داہنے ہاتھ کی طرف ایک سڑک مارٹن کوارٹرز کے لئے جاتی ہے۔ تھوڑا آگے چل کر اسی سڑک پر داہنے ہاتھ کو امام بارگاہ کی عمارت نظر آتی ہے۔ چاردیواری کے اندر حسب معمول امام بارگاہ کے ہال سے ملحق مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہے۔ امام جمعہ کے فرائض مولانا محمد محسن صاحب قبلہ مجتہد ادا فرماتے ہیں، آپکا تعلق لکھنؤ کے مشہور خاندانِ اجتہاد سے ہے

اس امام بارگاہ کا انتظام شروع ہی سے انجمن سفینۃ المومنین کے ذمہ رہا ہے مگر ۱۹۶۵ء میں اِسے باقاعدہ ٹرسٹ کی حیثیت دے دی گئی ہے، اس کے منیجنگ ٹرسٹی سید صغیر حسین جعفری (ایڈوکیٹ) ہیں۔ آپ سندھ اسمبلی کے ممبر اور حکومت سندھ میں وزیر رہ چکے ہیں۔

اس امام بارگاہ سے پہلا جلوسِ عزا کس سن میں برآمد ہوا کے بارے میں جناب صغیر جعفری نے سن ۱۹۴۸ء بتایا۔ مزید تصدیق کے لئے بانی منتظمین جناب تقی رضوی صاحب اور جناب انور شاہ صاحب سے رابطہ قائم کیا گیا تو تقی رضوی صاحب نے بھی سن ۱۹۴۸ء بتایا مگر یقین کے ساتھ نہیں لیکن انور شاہ صاحب نے پورے وثوق کے ساتھ بتایا کہ اِس امام بارگاہ سے پہلا جلوس ۱۹۴۹ء میں برآمد ہوا اور یہی بات زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

اس امام بارگاہ کے بارے میں بنوری مسجد کے ترجمان نے تکبیر کے نمائندے
سے کچھ اوٹ پٹانگ باتیں کہی ہیں۔

> اس موقع پر یہ بھی بتادوں کہ مارٹن کوارٹرز کا امام
> باڑہ "شاہ نجف" دراصل مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا
> ایک بڑا مرکز ہے جہاں اسلحہ سازی کا کام بھی ہوتا ہے اس
> کا ثبوت یہ ہے کہ دو تین سال قبل اس امام باڑے میں دستی
> بم بناتے ہوئے ایک بم پھٹا تھا جس سے ایک تخریب کار موقع
> پر ہلاک ہو گیا تھا اور دیگر کئی افراد تنہیں اسلحہ سمیت گرفتار
> ہوئے تھے۔ لیکن اس کی تحقیقات سے حکومت نے تمام شہریوں
> کو قطعاً لاعلم رکھا۔

ہر امام بارگاہ میں ذکر محمدؐ و آلِ محمدؐ ہوتا ہے اور قومی مسائل کے سلسلہ میں بھی اجتماعات ہوتے ہیں۔ یہی حیثیت اس امام بارگاہ کو بھی حاصل ہے۔ ہم حیران ہیں کہ جس بات کا علم حکومت کی خفیہ ایجنسیوں کو نہ ہو سکا وہ حجرے میں بیٹھنے والے جاہل مولوی جان گئے۔ بیچ شہر میں واقع امام بارگاہ میں اسلحہ ساز فیکٹری قائم ہے اور حکومت نے اب تک کوئی چھاپہ نہیں مارا۔ جہاں تک ان کے اس بیان کا تعلق ہے کہ دو تین سال قبل اس امام باڑے میں دستی بم بناتے ہوئے ایک بم پھٹا تھا تو ہم یہ عرض کریں گے کہ ہمیں بھی یاد ہے کہ اس سلسلہ میں ایک خبر چھپی تھی مگر سوادِ اعظم والوں کا یہ مزاج ہے کہ وہ بے بنیاد باتیں کریں اور اگر اتفاق سے کسی بات کی کوئی بنیاد ہو تو اسے توڑ مروڑ کے اور سیاق و سباق سے ہٹا کر بیان کریں۔ انھوں نے یہی یہاں بھی کیا ہے دراصل جس دستی بم کا تذکرہ سوادِ اعظم کے نمائندے نے کیا ہے اس کا تعلق ۱۹۸۳ء کے شیعہ سنی فسادات سے ہے۔ تین مرحلوں میں ہونے والے اِن فسادات میں ہر دفعہ شیعوں کے سینکڑوں مکانات، دکانیں، مسجدیں اور امام بارگاہیں

نذرِ آتش کی گئیں (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "جلتی مسجدیں") ۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء کو جب ایک بار پھر آگ کا کھیل شروع ہوا تو شیعوں کے ہاتھ سے بھی صبر کا دامن چھوٹ گیا اور انھوں نے بھی لاکھوں کی تعداد میں باہر نکلنے کا پروگرام بنایا مگر پھر کسی بڑی خونریزی سے بچنے کے لئے سب کچھ ملتوی کر دیا گیا۔ یہ وہ صورتِ حال تھی کہ جس میں پھول تو نہیں اگائے جا سکتے تھے بم ہی بنائے جا سکتے تھے اگر اخباری اطلاعات کو بالکل درست سمجھ لیا جائے تو یہ انتہائی مجبوری کا نتیجہ تھا اور اس میں کسی شیعہ عالم یا رہنما کے ملوّث ہونے کی گنجائش نہیں ہے

یہ بات ہر ایک کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ شیعہ رہنما اور علماء اپنی مساجد اور امام بارگاہوں کے تحفظ کے لئے صرف انتظامیہ پر انحصار کرتے ہیں اگر شیعہ امام بارگاہوں میں اسلحہ نام کی کوئی چیز ہوتی تو کبھی کسی کو ان کی طرف نگاہ اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی۔

مسجدِ ضرار

۱ منافقین نے مسجد قبا کے قریب ایک مسجد مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے تعمیر کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تبوک جا رہے تھے تو منافقین نے آکر عرض کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد تیار کی ہے تاکہ اگر وہ مسجدِ نبوی میں حاضر نہ ہو سکیں تو یہیں نماز پڑھ لیں۔ آپ چل کر اس میں ایک دفعہ نماز پڑھا دیں تو یہ مسجد اور مسلمانوں میں بھی مقبول ہو جائے گی۔ آپ نے جواب دیا کہ ابھی تو میں تبوک کی مہم پر جا رہا ہوں اور جب آپؐ واپس تشریف لائے تو آپ نے اِس مسجد کو آگ لگا دینے کا حکم دے دیا ـــــ اس مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا
بین المؤمنین و ارصادا لمن حارب اللہ و رسولہ
من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد
انھم لکاذبون ○ لا تقم فیہ ابدا لمسجد اسس علی التقویٰ
من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان
یتطھروا واللہ یحب المطھرین (سورہ توبہ)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد بنائی ضرر پہنچانے اور کفر پھیلانے اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے اور اس شخص کو گھات کا موقع دینے کے لئے کہ جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا رہا اور وہ ضرور قسمیں کھا کر یہ کہیں گے کہ ہمارا ارادہ سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں تو اس (مسجد) میں کبھی بھی (نماز کے لئے) کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن تقویٰ پر رکھی گئی زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں (نماز کے لئے) کھڑا ہو۔ اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آج پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں بھی ایک ایسی ہی مسجد موجود ہے کہ جس پر ان آیات کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس مسجد کا نام مولانا یوسف بنوری کے نام پر "بنوری مسجد" رکھ دیا گیا ہے اور یہ کلیٹن روڈ (جمشید روڈ) پر واقع ہے

جہاں پر اب مسجد قائم ہے وہاں پہلے ایک سرکاری پلاٹ خالی پڑا ہوا تھا مرزا فتحیاب مرحوم کہ جو بعد میں ناظم آباد منتقل ہو گئے اسی علاقہ میں رہائش پذیر تھے انھوں نے اس خالی پلاٹ پر مجالسِ عزا منعقد کی تھیں اور حافظ ذوالفقار علی شاہ سے عشرہ پڑھوایا تھا اور پھر اسی جگہ پر بریلوی مسلک کے سنی حضرات نے

ماٹ چٹائی سے جگہ گھیر گھار کر نمازِ تراویح شروع کرادی اور آہستہ آہستہ اِسے مسجد کی شکل دے دی۔

اِس مسجد کی تعمیر کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہو سکا مگر اغلب ہے کہ یہ ۵۶ء میں تعمیر کی گئی۔ مسجد کی تعمیر کا سن کچھ بھی ہو مگر یہ بات یقینی ہے کہ یہ امام بارگاہ شاہ نجف کے بہت بعد تعمیر ہوئی۔ جہاں تک مسجد کے احاطہ میں واقع مدرسہ کا تعلق تو اس کے بانی مولانا یوسف بنوری (دیوبندی) ۱۹۵۱ء میں پاکستان آتے اور ٹنڈو اللہ یار میں ایک مدرسہ کی ملازمت اختیار کی۔ پھر کچھ عرصے بعد حب ندی کے علاقہ میں اپنا مدرسہ قائم کیا اور جب کچھ عرصہ بعد یہاں سے بھی رخصت ہوئے تو مسجد نیوٹاؤن کے ساتھ خالی جگہ پر ایک مدرسہ قائم کیا جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے نام سے مسجد نیوٹاؤن کے احاطہ میں موجود ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مدرسہ بھی یقیناً امام بارگاہ کے بعد تعمیر ہوا۔

مسجد نیوٹاؤن کے بانی کہ جو جناب صدیق سولیجا (مسجد اور مدرسہ کے مقدمہ میں مدعی) کے والد تھے۔ بریلوی المسلک سُنی تھے ان کے علاوہ انتظامیہ کی اکثریت بھی بریلوی مسلک کی تھی مگر ان حضرات نے اپنی کشادہ دلی کی وجہ سے مولانا یوسف بنوری (دیوبندی) کو مدرسہ قائم کرنے کی اجازت دے دی یوسف بنوری کی وجہ سے مولانا مفتی محمود (دیوبندی) کا بھی یہاں عمل دخل ہو گیا۔ موصوف جب بھی کراچی آتے تو یہیں قیام فرماتے۔ آہستہ آہستہ دیوبندی حضرات یہاں چھانے لگے اور ان کی چیرہ دستیاں بڑھنے لگیں۔ یہ مسجد کے معاملات میں کھلی مداخلت کرنے لگے۔ مولانا یوسف بنوری کی زندگی تک تو حالات سنبھلے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد دیوبندیوں کی ایک خونخوار تشکل یعنی سوادِ اعظم اہلسنت نے مدرسہ اور مسجد پر پورے طور سے قبضہ جما

لیا اور مسجد کی انتظامیہ کے متوازی "محمد یوسف بنوری ٹرسٹ قائم کرلیا" اور مسجد کا نام نیو ٹاؤن مسجد کی بجائے بنوری مسجد رکھ دیا۔ چنانچہ مسجد کی انتظامیہ کے جناب صدیق سلیجا نے ۱۹۸۱ء میں ایک دیوانی مقدمہ مسجد کے سلسلہ میں اور ۱۹۸۲ء میں اسی طرح کا ایک مقدمہ مدرسہ کے سلسلہ میں سندھ ہائی کورٹ میں دائر کردیا۔ جس کا مقدمہ نمبر بالترتیب ۱۱۹، اور ۷ ہے۔ یہ مقدمات ہنوز التوا میں پڑے ہوئے ہیں مگر سلیجا صاحب کے حق میں عدالتِ عالیہ کا حکم امتناعی موجود ہے تاکہ مسجد کی انتظامیہ کی حیثیت متاثر نہ ہو۔

مدرسہ کے بانی مولانا یوسف بنوری نے اپنی زندگی میں جلوس کے گذرنے پر کوئی اعتراض تک نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد سوادِ اعظم والوں کی ستم ظریفی دیکھئے کہ انہوں نے اِس مسجد کا نام بنوری مسجد رکھ کر اِسے مسجدِ ضرار بنادیا۔ نواسہ رسولؐ کا ماتمی جلوس گذرتا ہے تو یہاں سے پتھر پھینکے جاتے ہیں، گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ یہاں فتنے پرورش پاتے رہتے ہیں۔ اس کے مرکزی دروازے پر اکثر فرقہ وارانہ جذبات ابھارنے والے پوسٹر چسپاں رہتے ہیں۔ آج کل تو خصوصاً شیعوں کے خلاف بڑے بڑے بینر لگے نظر آتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ کے بجائے فتنہ پر ہے۔

جلوس سبطِ رسول اور مسجدِ ضرار

ہر شخص، کیا شیعہ کیا سنی، حیران ہے کہ مدتوں سے نکلنے والے اِس جلوس پر یہ شور و غوغا کیسا۔ اگر مسجد کے سامنے سے ماتمی جلوس کا گذرنا کوئی بری بات ہے تو یہ خیال یکایک ۱۹۸۴ء میں کیسے آگیا اور پھر اس میں اتنی شدت پیدا ہوتی

چل گئی کہ خون بہنے لگا، فوج و پولیس اس شدت سے آئی کہ میدانِ جنگ کا سماں بندھ گیا۔ اِس معاملہ کو سمجھنے کے لئے ہمیں سوادِ اعظم اہلسنت کے ماضی میں جھانکنا ہوگا۔

"سوادِ اعظم اہلسنت" کی بے وقعت تنظیم ۱۹۸۳ء میں شیعہ سنی فسادات کرا کر اپنے مکروہ چہرہ کے ساتھ عوام کے سامنے آئی، ورنہ اس سے پہلے کم ہی لوگ اس نام سے واقف تھے، حکومت کی پشت پناہی اور ڈھیل کی وجہ سے یہ تنظیم شیعوں پر ستم ڈھانے میں کامیاب ہوگئی تو اس نے وقتی فتح کے نشہ میں آکر شیعوں کے خلاف ایسے مطالبات پیش کرنا شروع کر دیئے کہ جیسے شیعہ اس ملک کے باعزت شہری ہی نہ ہوں۔ ان مطالبات میں سب سے زیادہ زور اس بات پر تھا کہ ماتمی جلوسوں پر مکمل پابندی عائد کی جائے، پھر جب دیکھا کہ یہ بات چلنے والی نہیں ہے تو اپنی پالیسی بدل دی اور سوچا کہ یہ کام بتدریج ہونا چاہیئے چنانچہ سب سے پہلے سوادِ اعظم اہلسنت کے مولانا سلیم اللہ صاحب نے یہ طے کیا کہ وہ اپنے مدرسہ جامعہ فاروقیہ اور مسجد کے سامنے سے جلوسِ عزا کو کسی قیمت پر نہیں گزرنے دیں گے، چنانچہ جب ایک مرتبہ جلوس پر شدید پتھراؤ کیا گیا اور اچھا خاصا ہنگامہ ہوا تو انتظامیہ کے مجبور کرنے پر ہر سال راستہ تبدیل کیا جانے لگا۔ ہمیں جلوس کے پرمٹ ہولڈر جناب فضل علی سید ایڈوکیٹ نے بتایا کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ یہ صرف اس سال کی بات ہے اور آئندہ سے یہ جلوس اپنے روایتی راستہ ہی سے گزرے گا انہوں نے مزید فرمایا کہ اس سال ہمارا یہ عزم تھا کہ ہم جلوس کو اس کے روایتی راستہ ہی سے لے جائیں گے لیکن شاہ فیصل کالونی میں عام فضا خراب ہونے اور کرفیو کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا لیکن آئندہ ہم جلوس کو اِس

کے روایتی راستے ہی سے لے جائیں گے۔

جامعہ فاروقیہ کی کامیابی سے حوصلے بڑھے تو ان لوگوں نے بنوری ٹاؤن کے سلسلہ میں شدت اختیار کرنا شروع کر دی۔ ۱۹۸۵ء میں بنوری مسجد کے سامنے سے گذرنے والے چہلم کے جلوس پر پتھراؤ کیا گیا جس سے ایک پولیس والا ہلاک ہوگیا تھا۔ جلوس کو آئندہ حفاظت سے گذارنے کے لئے مسجد کی چھتوں پر اور اندر پولیس لگائی جانے لگی۔ ۱۹۸۶ء کا محرم آیا تو سوادِ اعظم کے رہنماؤں نے انتظامیہ پر جلوس کا راستہ تبدیل کرنے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کے ہم قوم گورنر نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس وقت کے کمشنر کراچی کے ذریعہ جلوس کے راستہ کی تبدیلی کے احکامات جاری کرا دیئے مگر اس کا اطلاق ۱۹۸۷ء سے ہونا تھا۔ شیعوں نے اِسے یکطرفہ اور غیر منصفانہ فیصلہ قرار دے کر مسترد کر دیا اور چند دن کے اندر اندر باقاعدہ تحریری طور سے گورنر کو مطلع کر دیا (تفصیل آگے آئے گی)

۱۹۸۷ء کا محرم کیا آنے والا تھا گویا قیامت آنے والی تھی روزانہ اخبارات میں انتظامیہ کی طرف سے امن وامان برقرار رکھنے کی اپیلیں، انتظامات کی تفصیلات، ہر فرقہ کے علماء وعمائدین کی وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم اور صدرِ مملکت سے ملاقاتیں اور بیانات کا سلسلہ، ان سب باتوں نے فضا کو پُر اسرار اور خوفناک بنا رکھا تھا ـــــ اس سب کا ذمہ دار یہی فسادی گروہ تھا۔ اتنی اعلیٰ سطح پر وفود کی یہ ملاقاتیں بڑی اہم اور معنی خیز تھیں۔ ان ملاقاتوں سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ان میں مرکزی اہمیت جلوسوں کے راستہ کی تبدیلی ہے اور پھر بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ سوادِ اعظم نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس

طلب کیا۔ اس اجلاس کی کارروائی ۲۶ ذوالحجہ مطابق ۲۲ اگست کو شائع ہوئی اور پھر یکم محرم مطابق ۲۶ اگست کو ایک ایکشن سیل قائم کرنے کی خبر آئی۔

ایکشن سیل کے صدر مولانا انظر گل نے ۷ محرم کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس کی رپورٹ ۸ محرم کے اخبارات میں شائع ہوئی۔

سوادِ اعظم اور انتظامیہ کے مابین معاہدے پر عمل کرایا جائے

سوادِ اعظم اہلسنت ایکشن سیل کی پریس کانفرنس

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سوادِ اعظم اہلسنت ایکشن سیل کے صدر انظر گل اور جنرل سیکرٹری مولانا محمد امین نے مشترکہ طور پر مطالبہ کیا ہے کہ شہر کے امن و امان کی فضاء کو بحال رکھنے اور تعلیم و دینی ادارہ جات اور طلبہ کے مکمل تحفظ کی خاطر سوادِ اعظم اہلسنت اور انتظامیہ کے مابین گزشتہ سال کے معاہدے پر فوری طور پر عمل درآمد کر کے شرپسندوں کے عزائم کو ناکام بنا دیا جائے وہ منگل کو ایک مقامی ہوٹل میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے اس موقع پر اہلسنت کی نمائندگی کرنے والی ۳۱ تنظیموں کے رہنما بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ۳۱ سنی تنظیموں کے اراکین اخبارات کی معرفت متعلقہ اعلیٰ حکام سے درخواست کرتے ہیں کہ کراچی کی انتظامیہ کو معاہدہ کی خلاف ورزی سے روکا جائے اور جامع بنوری ٹاؤن کے سامنے سے عاشورہ کا جلوس نہ گزارنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔ سوادِ اعظم اہلسنت کے رہنماؤں نے پہلے بھی انتظامیہ کو بتایا تھا کہ قادیانی ملک کے فلاں فلاں شہر میں دس محرم الحرام کو فسادات کرانے کیلئے بھاری رقوم تقسیم کر رہے ہیں مگر انتظامیہ نے نا اہلی کا ثبوت دیا تھا جس کے سبب کروڑوں روپے کا نقصان ہوا اور کئی جانیں تلف ہو گئیں انہوں نے کہا کہ ہم آج بھی حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ شرپسندوں کا منظم گروہ اس آڑ میں توڑ پھوڑ کرنا چاہتا ہے جس کی ذمہ داری حکومت یقیناً یا تو اہلسنت پر عائد کرے گی یا اہل تشیع پر انہوں نے کہا کہ کراچی کے حالات پہلے ہی سنگین صورتحال اختیار کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ ۳ سال سے کراچی کی انتظامیہ ہمارے ساتھ معاہدے کرتی آرہی ہے لیکن ہر مرتبہ نئے معاہدہ کی گردان سنائی جاتی ہے۔

اس پریس کانفرنس کو پڑھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ مولوی صرف جاہل ہی نہیں بلکہ احمق بھی ہیں۔ انھیں مکر و فریب کا بھی سلیقہ نہیں ہے، یہ حضرات قادیانیوں اور کسی خیالی شرپسندوں کے منظم گروہ کو ملوّث کرتے ہوئے شاید یہ بھول گئے کہ وہ خود ہی مسلسل یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم شیعہ جلوس کو مسجد کے سامنے سے نہیں گذرنے دیں گے، اگر کوئی فساد ہوتا تو "نہیں گذرنے دیں گے" کی وجہ سے ہوتا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ اسی طرح کا فساد چہلم پہ ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے بھونڈے انداز سے شاید ہی قادیانیوں کو کبھی کسی معاملہ میں ملوث کیا گیا ہو۔

جس دن سوادِ اعظم کی پریس کانفرنس اخبارات کی زینت بنی۔ اسی دن اس مسئلہ کے مستقل حل کے لئے حکومت نے ایک کمیشن کے قیام کا اعلان کیا اور

ہنگامی بنیادوں پر مسجد کے سامنے اور سڑک کے بیچوں بیچ غیر معمولی ساخت کی گرل لگادی گئی تاکہ جلوس عزا مسجد سے کافی فاصلہ سے گذرے۔

غرض کہ ۹ محرم کی صبح نمودار ہوئی۔ بعد ختمِ مجلس جلوسِ عزا امام بارگاہ مارٹن روڈ سے روانہ ہوا تو جمشید روڈ سے گذرتے ہوئے اہلِ جلوس نے یہ منظر دیکھا کہ جگہ جگہ سفید رنگ کے بینر لگے ہیں جن پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے کہ "ہم محرم کے جلوسوں کا احترام کرتے ہیں"۔ جمشید روڈ کے مقامی سنی حضرات نے راستہ میں سبیل بھی لگائی تھی۔ جلوس کے پیچھے پیچھے مگر کافی فاصلہ سے مقامی سنی حضرات چہل قدمی کرتے نظر آرہے تھے اور کچھ لوگ عوامی زبان میں نیوٹاؤن مسجد کے ملاؤں پر تبصرہ بھی کر رہے تھے اور اس بات کے منتظر نظر آرہے تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے مگر کچھ بھی نہیں ہوا اور ماتم دارانِ حسین اپنے روایتی جوش و خروش کے ساتھ ماتم کرتے ہوئے مسجد کے سامنے سے گذر گئے

جلوس کا منظر بھی خاصا دلکش تھا، جلوس کے آگے صوبائی وزراء آگے پیچھے داہنے بائیں پولیس کے دستے اور گاڑیاں۔ کچھ پولیس والے مسجد کے اوپر تو کچھ پولیس کی گاڑیاں مسجد کے مرکزی دروازے کی روکاوٹ۔ اور فضا میں ہیلی کاپٹر۔ اگر معجزے کی کوئی حقیقت ہے تو اسی کو معجزہ کہتے ہیں کہ دوستداران یزید نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا کہ مظلوم کا جلوس ان کے گڑھ کے سامنے سے نہ گذرے مگر دنیا نے یہ دیکھا کہ حسین کا جلوس یزید کے سیاہ چہرے پر سیاہی کی ایک اور تہہ چڑھاتا ہوا گذر گیا

mcblib.org

عظمت صحابہ کانفرنس

۱۵ صفر مطابق ۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو عظمتِ صحابہ کانفرنس کے انعقاد کا

دن قرار دیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ یہ کانفرنس جمشید روڈ پر منعقد کی جائے گی۔ یہ ۱۹۸۳ء کے فسادات کا آزمودہ نسخہ تھا کہ اس میں بھی "عظمتِ صحابہ" اور "عظمتِ قرآن" کے نام کی کانفرنسیں منعقد کی گئی تھیں جس میں نہ "عظمتِ صحابہ" تھی اور نہ عظمتِ قرآن۔ صرف گالیاں تھیں اور دھمکیاں، اور پھر شیعوں کے خلاف اتنی بھرپور فضا بنی کہ دل کھول کر ظلم ڈھائے گئے۔ یہ سب کچھ مارشل لاء حکومت کی پشت پناہی اور ڈھیل کی وجہ سے ممکن ہوا۔ ۱۵ ؍صفر کی مجوزہ کانفرنس اسی سلسلہ کو شروع کرنے کی ابتدا تھی مگر موجودہ منتخب حکومت کی پالیسی مختلف تھی لہٰذا سوادِ اعظم اہلسنت کو اس شیطنت کی اجازت نہیں دی گئی اور علاقہ میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔

اس کانفرنس کے جمشید روڈ پر منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جمشید روڈ کے مقامی افراد کو شیعوں کے خلاف بھڑکایا جائے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے حکومت کو مجبور کر دیا جائے کہ چند دن بعد گذرنے والے چہلم کے جلوس کا راستہ تبدیل نہ کیا گیا تو بڑا فساد برپا ہو جائے گا مگر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور حکومت کے تیور دیکھ کر سوادِ اعظم نے اپنا فیصلہ بدل دیا اور اِس کارِ خیر کے لئے ایک چھوٹی سی مسجد کا انتخاب کیا جو جمشید روڈ کے آخری حصہ پر واقع ہے انتخاب میں یہ حکمت تھی کہ (مسجد ہونے کی وجہ سے) یہاں دفعہ ۱۴۴ کا اطلاق نہیں ہوگا، لہٰذا کانفرنس کے انعقاد میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکے گی اور چھوٹی سی مسجد ہونے کی وجہ سے اصل مجمع سڑک ہی پر ہوگا اور اس طرح مطلوبہ مقاصد حاصل کر لئے جائیں گے، مگر انتظامیہ بھی اِن کے ارادوں سے واقف ہو چکی تھی چنانچہ انتظامیہ نے شہر کے مختلف علاقوں سے کانفرنس میں شرکت کے لئے آنے والے جلوسوں کو منتشر کر دیا اور سینکڑوں افراد کو گرفتار کر لیا۔

اس کے باوجود بعض چھوٹے چھوٹے جلوس مسجد بیت سلام پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، جب مجمع مسجد کے باہر تک آنے لگا تو انتظامیہ نے ان لوگوں کو وارننگ دینا شروع کر دی، چنانچہ مجمع سمٹ کر فٹ پاتھ پر ہو گیا یا نزدیکی گلیوں میں چلا گیا۔ انتظامیہ نے پورے وقت یہ خیال رکھا کہ مجمع سڑک نہ پھیلنے پائے

کانفرنس تقریباً تین بجے سہ پہر شروع ہو کر عصر کی اذان تک جاری رہی اس کانفرنس میں حسب معمول شیعہ کا تعارف کرایا جاتا رہا کہ ان کا کلمہ الگ قرآن الگ، نماز الگ، یہ کافر ہیں، بے دین ہیں۔ ایک صاحب نے بڑے غیض و غضب سے فرمایا کہ تہران میں کوئی سنی مسجد نہیں ہے لہذا یہاں شیعہ امام باڑے منہدم کر دیئے جائیں۔ شیعہ کو گالیاں دیتے دیتے کبھی رُخ ایران کی طرف ہو جاتا اور ایک آدھ گالی ایرانیوں کے لئے اور آقائے خمینی کے لئے بھی ہو جاتی خاص طور سے سانحہ مکہ کے حوالہ سے تفصیلی لعنت ملامت ہو گئی۔ اس ساری شیطنت کے دوران نعرے بازی بھی ہوتی رہی۔ خاص خاص نعرے ملاحظہ ہوں:- "کافر کافر شیعہ کافر"۔ آیت اللہ خمینی کے لئے بیہودہ نعرے کہ جن کے الفاظ نہیں دہرائے جا سکتے۔ "خنجر بردار جلوس بند کرو"۔ "خونخوار جلوس بند کرو" "تخریب کار جلوس بند کرو"۔ یہ اشتعال انگیزیاں جاری تھیں کہ انتظامیہ کی طرف سے وارننگ دی گئی کہ اس قسم کی اشتعال انگیزی نہ کی جائے، انتظامیہ کی وارننگ کو شعلہ بیاں مقرر نے دہرایا اور اپنی اشتعال انگیزی کا جواز بتاتے ہوئے ماتمی جلوسوں پر بے بنیاد الزامات لگاتے ہوئے یہ شعر پڑھا

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یہ تو جمشید روڈ کے رہنے والے سنی بھائی بتا سکتے ہیں کہ ان کی یہ آہیں

کتنی خوفناک اور مکروہ تھیں، بہرحال آخری تقریر مولانا احمد الرحمٰن کی تھی انھوں نے بھی اپنا پورا حق ادا کیا اور صاف الفاظ اور دھمکی سے بھرپور لہجے میں کہا کہ اگر انتظامیہ نے ۲۰ر صفر کے جلوس کا راستہ تبدیل نہیں کیا تو وہ خود اپنے رفقاء کے ہمراہ سڑک پر آجائیں گے اور دھرنا دے کر بیٹھ جائیں گے اور اس کے لئے انہوں نے ۱۸ر صفر مطابق ۱۲ر اکتوبر تک کا وقت دیا۔

بنوری ٹاؤن مسجد کے سامنے سے گزرنے والے جلوس کے بارے میں پیر تک فیصلہ کرلیا جائے۔ مفتی احمد الرحمٰن

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے نائب صدر مولانا مفتی احمد الرحمٰن نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر ۱۸ر صفر المظفر مطابق ۱۲ر اکتوبر تک علامہ بنوری ٹاؤن کی مسجد کے سامنے سے گزرنے والے جلوس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تو وہ حکام کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات نہیں کریں گے اور ۲۰ر صفر

بقیہ — مفتی احمد الرحمٰن

مطابق ۱۳ر اکتوبر کو اپنے رفقاء کے ہمراہ سڑکوں پر نکل آئیں گے اور دھرنا دے کر بیٹھ جائیں گے۔ وہ جمعہ کو مسجد بیت السلام جمشید روڈ میں سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام عظمت صحابہؓ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

کانفرنس کے دوسرے دن اخبارات میں ہر طرف شور تھا کہ ہم اس ملک میں عظمتِ صحابہ کانفرنس منعقد نہیں کرسکتے۔ ہمارے سینکڑوں جلوس جو کانفرنس میں شرکت کے لئے آرہے تھے انہیں راستہ ہی میں روک دیا گیا۔ جلوس میں شامل علماء کی داڑھیاں نوچی گئیں اور بہت سوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ ماتمی جلوسوں کے سلسلہ میں بے بنیاد باتیں کہی گئیں اور ان پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا۔

انتظامیہ کی کارروائی قابل ستائش ہے کہ اس نے ایک بڑی ہنگامہ آرائی کا سدِباب کردیا اس شیعہ دشمن کانفرنس کہ جس کا مقصد جلوسِ عزا کا راستہ تبدیل کرانے کے لئے انتظامیہ پر زور ڈالنا تھا کا نام "عظمتِ صحابہ کانفرنس" رکھا ہی اس لئے گیا تھا کہ اگر حکومت اس کی اجازت نہ دے یا کسی قسم کی سختی کرے تو واویلا کیا جاسکے اور عام سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات

صحابہ کے نام پر بھڑکائے جا سکیں مگر عوام ان کے کردار کو اچھی طرح پہچان چکے ہیں۔ صحابہ کے نام پر کی جانے والی اس کانفرنس میں فرقہ وارانہ آگ بھڑکانے والی تقریریں جمشید روڈ کے رہنے والے سنتے رہے اور اس فتنے سے پناہ مانگتے رہے۔ انتظامیہ نے اشتعال انگیز تقاریر اور دیگر الزامات کے تحت سواد اعظم اہلسنت کے رہنماؤں اور کانفرنس کے منتظمین کے خلاف مقدمات درج کر لئے مگر ان گرگوں کو گرفتار نہیں کیا گیا اور یہ لوگ چہلم کے جلوس کے موقع پر پتھر برسانے اور گولیاں چلانے کے لئے آزاد رہے۔

۲۰ صفر میں ابھی چار دن باقی تھے مگر جلوس کے تنازعہ پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ سواد اعظم اہلسنت نے ملک کے مختلف حصوں سے یزیدی ملاؤں کو اکٹھا کر لیا اور ان کا اجلاس سینیٹر قاضی عبداللطیف صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس کی روداد ۱۹ صفر کو ایک پریس کانفرنس میں بتائی گئی جو ۲۰ صفر مطابق ۱۴ اکتوبر کے اخبارات میں شائع ہوئی۔

کراچی کے فسادات قابل افسوس ہیں ان کا واحد علاج اسلامیت کا فروغ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چہلم کا جلوس

۲۰ر صفر ۱۴۰۸ھ کا سورج طلوع ہوا اور نتیجہ سے بے نیاز ہو کر تقریباً ۹ بجے جلوسِ عزا امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن سے برآمد ہوا اور آہستہ آہستہ اپنی منزل کی جانب بڑھنا شروع ہوا، جب یہ جلوس جمشید روڈ پر پہنچا تو اس کی رفتار خلافِ معمول سست ہو گئی، معلوم ہوا کہ یہ سست رفتاری انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق ہے۔ وجہ یہ تھی کہ یزیدی ملا بنوری مسجد میں آمادہ فساد تھے اہلِ جلوس اور منتظمین سب کو آنے والے خطرہ کا احساس تھا لہٰذا مجمع بڑا منظم تھا اور بڑے سکون کے ساتھ ماتم کرتا ہوا اسکاؤٹس کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھ رہا تھا۔ جلوس کے پرمٹ ہولڈر جناب صغیر حسین جعفری (ایڈوکیٹ) لاؤڈ اسپیکر پر گلوگیر آواز میں جلوس کو ہر حال میں پُرامن رہنے کی تلقین کر رہے تھے۔ اہلِ جلوس سے بار بار یہی کہا جا رہا تھا کہ بی بی فاطمہؑ کا واسطہ اگر کہیں سے پتھر آئیں تو صبر کیجئے گا۔ آپ مظلوم کے ماننے والے ہیں۔ یہ جلوس مظلوم کا ہے لہٰذا صبر کا دامن ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ اہلِ جلوس یہ ہدایات گریہ و ماتم کی آوازوں میں سنتے رہے اور آگے بڑھتے رہے، ہمیں ایک جگہ اسکاؤٹس کے حلقے میں مولانا مرزا یوسف حسین صاحب (تحریک نفاذ فقہ جعفریہ) اور پروفیسر علی رضا شاہ صاحب بھی جلوس کی قیادت کرتے نظر آتے۔

جلوس نیوٹاؤن مسجد سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر روک دیا گیا۔ اس وقت دن کے تقریباً گیارہ بجے تھے۔ جلوس کیوں روکا گیا؟ اس کے آثار صاف نظر آ رہے تھے۔ یزیدی ملا سینکڑوں کی تعداد میں مسجدِ مزار کی چھتوں پر کھڑے ہوئے تھے تاکہ حسین ابنِ علی کے سوگواروں کا پتھروں اور گولیوں سے استقبال کریں



جب ہم صبح کے ۹ بجے اس مسجد کے قریب سے گذر رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جہاں یہ شیطان کھڑے ہیں وہاں پولیس کے سپاہی کھڑے تھے مگر یہ صورتِ حال کیسے تبدیل ہو گئی تھی اس کا علم ہمیں دوسرے دن جنگ اخبار پڑھ کر ہوا۔ اخبار کے نمائندوں کے مطابق مسجد کے اندر موجود مشتعل مولویوں کے شدید پتھراؤ کی وجہ سے پولیس والے وہاں سے اس طرح ہٹے کہ انہیں پیچھے پھلانگ لگانا پڑی۔ چنانچہ چھتوں پر سے پولیس کے ہٹ جانے کے بعد وہاں ان شیاطین کی بھیڑ اکٹھا ہو گئی۔

اخبار جنگ کے مطابق تقریباً ۹ بجے صبح مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر پر تقریروں کا سلسلہ شروع ہو گیا اس دوران تقریباً ۹ بج کر ۵ منٹ پر اسکاؤٹس کا ایک دستہ (ہمیں تصدیق نہیں ہو سکی کہ یہ کون سے اسکاؤٹس تھے) مسجد کے سامنے سے گذرا تو بعض افراد نے پتھراؤ کیا اور نوجوانوں کا ایک گروپ ڈنڈے اور سریئے لے کر مسجد سے باہر نکل آیا۔ پولیس نے روکنا چاہا تو انہوں نے پولیس پر ڈنڈے اور سریئے مارے جس پر پولیس نے شیلنگ شروع کی اور مسجد میں موجود نوجوانوں کے ایک گروپ نے مسجد کی چھت پر جا کر پتھراؤ میں شدت پیدا کر دی جس پر مسجد کی دوکانوں کی چھت پر کھڑے ہوئے پولیس والوں نے

پتھراؤ سے بچنے کے لئے پھلانگ لگا دی اور بعض پولیس والے نیچے گر کر زخمی بھی ہو گئے، مسجد کی پچھلی گلی سے بھی ایک گروہ نے باہر آکر پولیس پر پتھراؤ کیا جس پر پولیس نے چاروں طرف سے مسجد کو گھیرے میں لے کر زبردست شیلنگ اور ہوائی فائرنگ کی۔ بعد میں مسجد سے باہر آنے والے نوجوان مسجد کے اندر چلے گئے اور گیٹ بند کر دیا۔ اخبار کے مطابق اس موقع پر مسجد کے اندر سے پولیس پر فائرنگ بھی کی گئی۔ یہ ہنگامہ آرائی ۲۵ منٹ تک جاری رہی (اخبار جنگ ۵ اکتوبر)

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ جلوس عزا مسجد سے تقریبًا دو فرلانگ کے فاصلہ پر روک دیا گیا تھا۔ جلوس کو روکا گیا تو اس میں اشتعال پھیل گیا۔ مولانا حسن ترابی اور جناب صغیر جعفری نے ماتم داروں کو واسطے دے دے کر صبر سے کام لینے اور بیٹھ جانے کی تلقین کی۔ مجمع بڑی مشکل سے قابو میں آیا تو مولانا فیروزالدین رحمانی (اہلسنت) نے تقریر شروع کی، آپ نے تقریر شروع ہی کی تھی ایک طرف سے علامہ عقیل ترابی آتے نظر آئے، آپ کو دیکھ کر رحمانی صاحب نے تقریر روک دی تو علامہ صاحب نے رحمانی صاحب سے درخواست کی کہ حسینؑ مظلوم کے مصائب بیان کئے جائیں۔ چنانچہ رحمانی صاحب نے چند جملے مصائب کے بیان کئے، پھر علامہ عقیل ترابی صاحب نے مصائب حسینؑ بیان کئے اور ماتم داروں کو یقین دلایا کہ جلوس اپنے مقررہ راستے ہی سے گذرے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ حسینؑ مظلوم تھے انہوں نے صبر کیا۔ آج ہم پر بھی ظلم ہو رہا ہے ہم بھی صبر کریں گے۔ جب جلوس روانہ ہو تو اس کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے گذر یئے گا اگر کسی طرف سے کوئی شرارت ہو تو بھی صبر کیجیئے گا۔

تقریبًا ایک گھنٹہ کے انتظار کے بعد مسجد ضرار سے شیاطین کے بادل چھٹ گئے اور مطلع صاف ہو گیا۔ تمام یزیدی چھتوں پر سے اتار دیئے گئے اور جلوس کو

آگے بڑھنے کی اجازت دے دی گئی، جب جلوس پوری طرح سے مسجد کے سامنے آگیا تو مسجد کی طرف سے پتھر آنا شروع ہوگئے اور پھر چند سیکنڈ کے بعد فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں، سیکنڈوں کے وقفہ سے فائرنگ ہوتی رہی اور یہ سلسلہ ۱۵ منٹ تک جاری رہا۔

پتھراؤ اور فائرنگ سے جلوس میں تھوڑا سا انتشار ہوا۔ کچھ لوگ ایک طرف گلی میں بھاگے مگر چند سیکنڈ میں صورتِ حال بدل گئی، ماتم دارانِ حسینؑ پتھر اور گولی سے بے نیاز ہو کر انتہائی جوش و خروش سے ماتم کرتے اور نعرۂ حیدری لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ کچھ نوجوان مسجد کی جانب سے آنے والے پتھروں کو واپس کر دیتے تھے، جہاں تک فائرنگ کا سوال ہے اس کے بارے میں ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس کس رُخ سے ہو رہی تھی، کہا جاتا ہے کہ باٹا کی دوکان کے پیچھے مدرسہ کی عمارت سے بھی فائر ہوتے اور دو تین ہوائی فائر پولیس نے کئے۔ جلوس میں سے بھی کچھ فائر کئے جانے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا مگر یہ امر یقینی ہے کہ اگر جلوس کے منتظمین اور چند ذمہ دار لوگ ماتم داروں کو واسطے دے دے کر آگے نہیں بڑھاتے تو بات شاید بہت بڑھ جاتی۔ ہم نے دیکھا کہ مولانا حسن ترابی مسجد کے سامنے گولیوں اور پتھروں کی زد میں گرل پر کھڑے ہوئے ہیں اور مشتعل عزاداروں کو آگے بڑھا رہے ہیں آپ اس وقت نیچے اترے کہ جب جلوس کا آخری حصہ بھی گذر گیا۔

اس احساس ذمہ داری اور تشدد سے بچنے کی خواہش کے باوجود چند پتھر مسجد کی طرف واپس پھینکے گئے اور جلوس میں سے چند افراد کے پتھراؤ سے دو تین بلڈنگوں کے چند شیشے ٹوٹے۔ جلوس پر پتھراؤ اور فائرنگ کے نتیجے میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق تقریباً ۲۰ افراد زخمی ہوئے، جن میں سے ۷ افراد گولی

سے زخمی ہوئے گولی کے ان زخمیوں میں سے ایک لڑکا جمیل ولد سنجاب علی کہ جو سول اسپتال میں ہلاک ہوگیا۔ اس کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے امام بارگاہ شاہ نجف میں قرآن خوانی ہوئی اور مجلسِ عزا برپا کی گئی۔

جلوس امام حسن علیہ السلام

یہ جلوس، ہر صفر کو دن گذار کر ۲۸ ویں شب میں رات کے تقریباً ۱۰ بجے نشتر پارک سے برآمد ہوتا ہے اور بنوری مسجد کے سامنے سے ہوتا ہوا امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ پہنچ کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ یہ جلوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِ وسلم کے بڑے نواسے حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب ہے امام حسن کی شہادت کی مجلس اور جلوس کا انتظام پاک محرم ایسوسی ایشن کے ذمہ ہے۔ جلوس کا پرمٹ پاک محرم کے جنرل سیکریٹری نقی رضوی کے نام ہوتا ہے۔

ایک ہفتہ قبل بنوری مسجد کے سامنے سے جلوس گذرنے پر سوادِ اعظم کے مولوی ہنگامہ کرچکے تھے اور اب ان مولویوں کی گرفتاری اور مسجد کی بے حرمتی پر شور مچا رہے تھے لہذا انتظامیہ کی کوشش تھی کہ منتظمین اس جلوس کا راستہ تبدیل کرنے پر راضی ہوجائیں، چنانچہ کمشنر کراچی نے شیعہ نمائندوں کی ایک میٹنگ میں رستہ کی تبدیلی پر زور دیا۔ اطلاعات کے مطابق شرکا میں صرف علامہ عرفان حیدر عابدی اور مولانا حسن ترابی نے اس بات کی صاف الفاظ میں پُر زور مخالفت کی پاک محرم کے جناب نقی رضوی کے بارے میں کہا گیا کہ آپ راستہ کی تبدیلی کے بارے میں کھل کے سخت مؤقف اختیار نہیں کر رہے تھے۔ آپ نے اخبار "جنگ" میں مجلس و جلوس کا اشتہار بھی نہیں دیا، حالانکہ ہمیشہ سے ایسا ہوتا آ رہا ہے۔ باخبر حضرات سے گفتگو کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ گذشتہ سال نقی

رضوی صاحب راستہ کی تبدیلی کے سلسلہ میں حکومت کے دباؤ میں آ گئے تھے مگر آپ اس سلسلہ میں قوم کے جذبات سے بھی واقف تھے لہٰذا آپ نے اسی میں عافیت سمجھی کہ اس علاقہ میں بھی کرفیو لگ جائے (واضح رہے کہ اس زمانہ میں لیاقت آباد اور گمبار وغیرہ میں پہلے ہی کرفیو لگا ہوا تھا) چنانچہ کرفیو لگا دینا انتظامیہ کے لئے بھی کوئی دشوار عمل نہ تھا جھٹ کرفیو لگا دیا گیا اور کئی سو افراد محض نگراں ہی یہ تماشا دیکھنے کے لئے رہ گئے۔

ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کچھ باتیں زیبِ داستان کے لئے کہی گئی ہوں مگر ہمیں اتنی بات بھی منظور ہی ہے کہ نقی رضوی صاحب میں اس اصولی موقف پر ڈٹے رہنے کی زیادہ ہمت نہیں ہے گو کہ آپ بھی اصولاً اس بات کے حامی ہیں کہ راستہ تبدیل نہیں ہونا چاہیئے۔

آپ کی ان خدمات سے انکار کرنے کی بات ہرگز کوئی وجہ نہیں ہے کہ جو آپ عزاداری کے سلسلہ میں ۱۹۵۰ء سے انجام دے رہے ہیں۔ ہماری اس گفتگو کا مقصد صرف یہ ہے کہ نقی رضوی صاحب بھی اس اصولی موقف پر اس وقت تک ڈٹے رہیں جب تک کہ قوم ڈٹی رہے۔

اب ہم اس جلوس کی روداد پیش کرتے ہیں کہ شاید مذہبی جلوس کی تاریخ میں اس کی مثال ملے۔ جلوس کو دس بجے نشتر پارک سے برآمد ہو کر نوری مسجد کے سامنے سے گذر کر امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ پہنچنا تھا مگر دوپہر ہی کے وقت نشتر پارک اور نوری مسجد کے قرب وجوار کا تقریباً پورا علاقہ فوج اور پولیس کے حوالہ کر دیا گیا تھا جب ہم دن کے ۱/۲ ۳ بجے پرانی نمائش پہنچے تو دیکھا کہ گرومندر جانے کا راستہ پولیس نے روک رکھا ہے چنانچہ ہم جمشید روڈ کی ایک متوازی سڑک سے گذرے تو معلوم ہوا کہ جمشید روڈ

پر جانے کی کوئی راہ نہیں ہے، پھر جب ہم کسی نہ کسی طرح سینٹرل جیل کے سامنے پہنچے تو معلوم ہوا کہ فوج اور پولیس نے یہاں سے بھی ناکہ بندی کی ہوئی ہے اس دوران بہت سی افواہیں سننے میں آئیں کوئی کہہ رہا تھا کہ بنوری مسجد کے ملا جلوس نکال رہے ہیں کسی کی زبان پر تھا کہ کرفیو لگ گیا مگر تحقیقات کے بعد اندازہ ہوا کہ کچھ بھی نہیں، بات صرف اتنی ہے کہ دس بجے شب نشتر پارک سے جلوس نکلے گا۔

رات کو جب ہم جلوس میں شرکت کرنے کیلئے اپنے گھر سے چلے اور تین ہٹی پہنچے تو دیکھا کہ فوج تین ہٹی سے جہانگیر روڈ کا راستہ روکے ہوئے ہے پھر ہم لسبیلہ کی طرف گئے تو معلوم ہوا کہ بزنس ریکارڈر روڈ بھی بلاک ہے مگر پیدل جانے والوں کو اجازت تھی، جب گرومندر کا چوراہا قریب آیا تو ہم نے فوجیوں کو مستعد پایا، انھوں نے ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ چنانچہ ہم گلیوں گلیوں ہوتے ہوئے نشتر پارک کے قریب پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ بوہری حضرات کی مسجد کے برابر والی گلی ایسی ہے کہ جس کے ذریعہ نشتر پارک پہنچا جا سکتا ہے۔

ہمارے خیال میں ایک محدود علاقہ سے گذرنے والے تقریباً پندرہ ہزار افراد پر مشتمل جلوس کے لئے اتنے بڑے پیمانہ پر ناکہ بندی کی مثال ملنا ناممکن ہے اور یہ سب کچھ کیوں کیا گیا اس کی دو وجہیں نظر آتی ہیں، ایک تو یہ کہ سوادِ اعظم کے فسادی دوسرے علاقوں سے وہاں نہ پہنچ سکیں (کیونکہ اس علاقہ میں سوادِ اعظم کے حمایتی نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے مسجد کے ملاؤں اور طلبہ کے) اور دوسرے یہ کہ جلوس میں کم سے کم لوگ شریک ہو سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے زور بھی ڈالا گیا تھا کہ جلوس میں زیادہ لوگ شریک نہ ہوں

مگر جب ہم نشتر پارک میں داخل ہوئے تو وہاں تقریباً دس ہزار کا مجمع تھا تھوڑی ہی دیر میں علامہ عرفان حیدر عابدی نے مجلس شروع کی اور عزاداران امام حسن کو تلقین کی کہ بڑے صبر و تحمل سے جلوس لے کر جائیں۔ بعد مجلس جلوس بڑے جوش و خروش سے برآمد ہوا۔ جلوس کا اگلا حصہ محفل شاہ خراسان پہنچا تو اندازہ ہوا کہ جلوس میں کم از کم پندرہ ہزار افراد موجود ہیں۔ یہ عزاداروں کا عزم و حوصلہ ہی تھا کہ اتنی رکاوٹوں اور خطرات کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں اکٹھا ہو گئے در اصل جلوس میں تعداد بڑھانے کا سہرا سوادِ اعظم اہلسنت کے سر ہے، جب سے انھوں نے بلا جواز تنازع کھڑا کیا تعداد بڑھنا شروع ہو گئی اور اس دفعہ تو یہ تعداد ہر سال سے زیادہ تھی۔ اس بات میں سوادِ اعظم اہلسنت کے لئے ایک سبق ہے اگر وہ سمجھنے کی کوشش کریں تو۔

محفلِ شاہ خراسان کے سامنے جلوس کو روک کر علامہ عرفان حیدر عابدی نے ایک مرتبہ پھر عزاداروں پر زور دیا کہ وہ بڑے صبر و تحمل کے ساتھ جلوس کو لے کر آگے بڑھیں۔ صرف ماتم کرتے ہوئے گذریں اور کوئی نعرہ نہ لگائیں (حالانکہ جو نعرے لگائے جاتے ہیں انھیں دل آزار نہیں کہا جا سکتا) چنانچہ جلوس امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بڑے سکون کے ساتھ ماتم کرتا ہوا بنوری مسجد کے سامنے سے گذر گیا۔ دوسرے دن اخبارات سے معلوم ہوا کہ انتظامیہ نے مدرسہ کے ہال میں تمام طلبہ اور مولویوں کو جمع کر دیا تھا اور مسجد کی چھتوں پر پولیس لگا دی تھی تاکہ چہلم کے دن پیش آنے والی صورتِ حال کا اعادہ نہ ہو سکے۔

سوادِ اعظم اور جھوٹ

سوادِ اعظم اہلِ سنت کے نائب صدر و مہتمم مدرسہ مفتی احمد الرحمٰن کا ایک مضمون ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء کے روزنامہ جنگ کے اسلامی صفحہ پر زبان کا ناسور کے عنوان سے چھپا تھا۔ پہلے اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں پھر آگے ہم کچھ کہیں گے۔

"جھوٹ" یہ گناہ نہ صرف وسیع اور دُور رس بُرے نتائج کا حامل ہے بلکہ اس کی شناخت و قباحت صرف اِس سے ظاہر ہے کہ اس کے مرتکب کو ملعون "منافق" "ایمان سے دور" وغیرہ القاب سے پکارا گیا ہے:

اسلام کی لغت میں سب سے سخت ترین لفظ لعنت ہے۔ لعنت کے معنی ہیں خدا کی رحمت سے دُوری۔ قرآنِ کریم میں عموماً شیطان اور کفار پر لعنت کی گئی ہے لیکن کسی بھی مومن کو لعنت کا مستحق نہیں گردانا گیا سوائے اس مسلمان کے جو جھوٹ بولے تو اس پر لعنت بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دُور چلا جاتا ہے" (جامع ترمذی)

احادیث میں بہت سی برائیوں کے اثرات کو اندھیرے اور سواد سے تعبیر کیا گیا ہے بلکہ بعض گناہوں کے مرتکب کو بھی سواد کہا گیا ہے۔

آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری قبر کے عذاب کا سبب بنتی ہے" (کنز العمال)

توقع کی جاتی ہے کہ جن دنوں میں یہ شخص اور اس کے ساتھی مسجد بیت المکرم میں اور پھر کچھ دن بعد بنوری مسجد میں بڑی شدت کے ساتھ جھوٹ بول رہے تھے اور الزام تراشیاں کر رہے تھے انہی دنوں جھوٹ کے خلاف روزنامہ جنگ کے لئے یہ مضمون بھی لکھا جا رہا ہو گا۔ کیونکہ یہ مضمون احمد الرحمن کے آخری جھوٹ کہ جو یہ شخص ۲۰ صفر کو جیل جانے سے پہلے بول رہا تھا کے آٹھ دن بعد ۲۰ صفر مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو شائع ہوا۔

احمد الرحمن اور اس کے ساتھیوں کے جھوٹ پر گواہ ان کی وہ تقریریں ہیں جو انہوں نے عظمتِ صحابہ کے نام پر کی جانے والی کانفرنس میں کیں اور وہ اخباری بیانات ہیں کہ جو کانفرنس سے پہلے اور بعد ایک تسلسل کے ساتھ جاری کئے گئے۔ مگر پہلے ہم سوادِ اعظم کے سرپرستِ اعلیٰ مفتی ولی حسن کے اس جھوٹ کو لوگوں کے سامنے پیش کریں گے جو اکتوبر کے اقرار ڈائجسٹ میں چھاپا گیا، کہ یہ سفید جھوٹ بلکہ کچھ زیادہ ہی سفید جھوٹ ہے۔ یہ نام نہاد مفتی ایران کی اسلامی حکومت اور حضرت آیت اللہ خمینی کے بارے میں لکھتا ہے،

"دنیا یہ سمجھتی ہے کہ خمینی کی حکومت بڑی انقلابی ہے اور ایران میں اسلام بڑے تابناک انداز میں جاری اور ساری ہے۔ حیرت ہے کہ ہمارے ملک کی "جماعت اسلامی" کے لوگ بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ ایران میں اسلام کا نفاذ ہو رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خمینی پکا ..... ہے"۔

یہ شخص اس بات کا انکار کر رہا ہے کہ جو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے دراصل یہ ملک کے ان مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے کہ جو ایرانی اسلامی انقلاب کو تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ یہ بدطینت بڑی بے غیرتی سے سفید کو سیاہ کر رہا ہے یہ ایسی حقیقت کو جھٹلا رہا ہے کہ جس کی تصدیق بڑی آسانی سے کی جا سکتی

ہے جس کا دل چاہے ایران جائے اور جاکر دیکھ لے کسی کو بتانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ ہر شخص خود زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کے گہرے اثرات کو محسوس کر لے گا۔ ہمارے ملک میں بعض چھوٹے چھوٹے گروہ ہیں کہ جن کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے وہ شیعت کو بنیاد بنا کر ایران کے خالص اسلامی انقلاب کو غیر اسلامی کہتے ہیں اور عام مسلمانوں کے لئے ایسی اختلافی باتیں ڈھونڈھ کر لاتے ہیں کہ جسے سن کر اِن کے دلوں میں ایرانی انقلاب کے لئے نفرت پیدا ہو، حالانکہ اِن باتوں کا تعلق اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ سے نہیں ہے۔ ہم نے کسی مکتبۂ فکر کے سنی مسلمان کی کسی کتاب میں جہاں ایمانِ مفصل کا ذکر ہے یہ نہیں لکھا دیکھا کہ اللہ، رسول، تمام کتب سماوی فرشتوں اور قیامت کے دن کے علاوہ تمام صحابہ پر یا کسی مخصوص صحابی پر یا رسول کی کسی بیوی پر ایمان لانا بھی ایمان کی شرط ہے۔

شیعہ فرقہ اسلام کو ایک مخصوص نکتہ نظر سے دیکھتا ہے لہذا ہر شخص یا فرقہ کو اتنا تو حق پہنچتا ہے کہ ایرانی انقلاب کی اسلامی حیثیت سے جزوی طور سے انکار کرے مگر وہاں قائم اسلامی ماحول کا انکار کوئی شریف انسان نہیں کر سکتا ہے۔

یہ شخص آیت اللہ خمینی کے بارے میں لکھتا ہے۔

"اور ان کے ذہن میں یہ بھی ہے کہ چونکہ حکومت کا حق خمینی کو ہے اس لئے مکہ پر حکومت ایسی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی ہو گی۔

حضرت آیت اللہ خمینی جیسی عالمی سیاسی و روحانی شخصیت کہ جس کے چشم و ابرو کے ایک معمولی اشارے پر اس دنیا میں بسنے والے کروڑوں انسان اپنی گردنیں کٹوا سکتے ہیں کے بارے میں ایسے توہین کے الفاظ استعمال

کرنا (کہ جنہیں دوہرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے) ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی خارش زدہ کتا ہمالہ کی طرف رُخ کرکے بھونک رہا ہو۔ ہم حیران ہیں کہ حضرت خمینی کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے والا "مفتی" بھی ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کا اختلاف تو علمی ہوتا ہے وہ گالم گلوچ نہیں کرتے ـــــ خدا اس کے چہرے کو سیاہ کرے! یہ کیسا خبیث و لعین شخص ہے!

یہ کہتا ہے کہ اِن کے ذہنوں میں یہ بھی ہے کہ خمینی کی حکومت مکہ پر قائم ہونا چاہیئے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر واقعی ایسا ہے تو بھی اتنا بدحواس ہونے کی ضرورت نہیں۔ حضرت خمینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد ہیں؛ اعلم ہیں، مرجع تقلید ہیں، زہد و تقویٰ ان کا شعار ہے۔ اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود دو تین کمروں کی سادہ سی رہائش گاہ میں قیام پذیر ہیں لہذا انھیں مکہ ہی پر نہیں بلکہ مکہ میں بیٹھ کر پورے عالم اسلام پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔

مفتی ولی اور اس کا ٹولہ حق سے کتنا دور ہے کہ اس کے نزدیک عرب کے ایک لٹیرے خاندان کو مکہ اور مدینہ پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے اس لٹیرے خاندان کا موجودہ غاصب اپنے آپ کو خادمِ حرمین شریفین بھی کہلاتا ہے اور دنیا بھر کے سامراجیوں کا غلام بھی ہے مگر مفتی ولی جیسے کور باطن کو اس بات میں کوئی بُرائی نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں کے مقدس ترین علاقہ کا حکمران اور اس کے وزیر اور شہزادے اونچے اونچے محلات میں رہتے ہیں اور مغربی ملکوں میں جا کر دادِ عیش دیتے ہیں تو اس بے حیا مفتی کے نزدیک کوئی بُرائی نہیں ہے مگر اس کے نزدیک وہ حکمراں کہ جو بیشتر علماء دین ہیں عام مکانوں میں رہتے ہیں، سادہ لباس پہنتے ہیں، سادہ زندگی گذارتے ہیں

جن کا تعلق ہر وقت عوام سے رہتا ہے وہ بڑے ہیں، اسلام دشمن ہیں ــــ افسوس کہ یہ ننگِ انسانیت لوگ کہ جنھیں علماء دین کہا جاتا ہے وہ ان نام نہاد مسلمان حکمرانوں کو کہ جو تاجِ شاہی سر پہ رکھے محلوں میں نظر آتے ہیں سر پہ بٹھاتے اور وہ حکمراں، کہ جن کے سر پہ عمامہ ہے اور وہ میدانوں اور مسجدوں میں نماز پڑھاتے نظر آتے ہیں انہیں نظر سے گراتے ہیں ــــ ہمیں اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ اٹھتے بیٹھتے سنتِ رسول کا راگ الاپتے ہیں، مگر بنی امیہ کا مزاج رکھتے ہیں۔ بنی امیہ کی سنت پر چلنے والے حکمرانوں کے دوست ہیں اور رسولؐ کی سنت پر چلنے والوں کے دشمن ہیں۔

مکہ میں ایرانی حجاج کے عزائم کے بارے میں اس دیوانے کا یہ خیال ہے!

"اس سال تو خصوصی تیاری کے ساتھ اور خصوصی تخریب کاری اور دہشت گردی میں مشاق افراد کے ساتھ بلکہ ایرانی کمانڈوز کے ساتھ داخل ہوئے اِن کا مقصد یہ تھا کہ امامِ کعبہ کو ختم کریں، کعبہ کے پردہ کو جلائیں"۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مفتی ولی کا تعلق محراب منبر سے نہیں ہے بلکہ کسی حادل پندو خانہ سے ہے اور وہ موالیوں کے درمیان بیٹھا ہوا بے پر کی اڑا رہا ہے ظاہر ہے کہ ان بے پر کی باتوں کا کیا جواب ہو سکتا ہے، سوچنے کی بات ہے کہ منصوبہ بندی کے ساتھ کی گئی کوئی منظم کارروائی جس میں ہزاروں جانیں ضائع ہونے کا خطرہ ہو کسی مقصد کے تحت کی جاتی ہے، کاش کہ ہمیں کوئی یہ بتا سکے کہ امامِ کعبہ کو قتل کر کے ایرانی کیا فائدہ حاصل کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ ہزاروں کی تعداد میں خود بھی قتل ہوں اور دوسرے بھی، اور آئندہ مکہ میں ان کے داخلے پر پابندی لگ جائے، اور یہ پابندی بھی ایسی ہوتی کہ اس کے خلاف دنیا کے کسی گوشہ سے آواز بھی نہ اٹھتی، رہ گیا خانہ کعبہ کے پردے کو جلانے کا۔ الزام تو

وہ اور زیادہ بے تکا اور احمقانہ ہے کہ یہ بے مقصد حرکت کوئی دیوانہ ہی کر سکتا ہے۔

اب شیعوں کے لئے کفر کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

"جو لوگ شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ شیعوں کا کفر قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے"۔

ہماری ان مسلمان مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ خدارا عالم اسلام کی یہ غلط فہمی جلد دُور کر دیجئے۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ کتنے غضب کی بات ہے کہ عالم اسلام ایران جیسے کافر ملک کو ہر اسلامی فورم میں بڑی عزت سے جگہ دیتا ہے۔ ہر اسلامی ملک کا حکمران ایران عراق جنگ کے بارے میں جب گفتگو کرتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ دو برادر اسلامی ملک لڑ رہے ہیں جو راز آپ جیسے دانا عالم نے پالیا وہ اب تک یہ احمق اور جاہل مسلم حکمران نہ پا سکے۔ خدارا انھیں خوابِ غفلت سے جگایئے، اگر آپ عالم اسلام کی غلط فہمی دُور نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے ملک میں یہ کارِ خیر انجام دیجئے تاکہ اب تک اس غلط فہمی کی وجہ سے جو مذہبی اور اخلاقی نقصانات ہو چکے ہیں وہ اب نہ ہوں، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بھولے بھالے مسلمان شیعہ کافروں کو رشتہ تک دے دیتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے مسلمان کی نسلیں خراب ہو رہی ہیں اور آپ خاموش ہیں' آپ کے مسلمان بھائی شیعہ کافروں کے ساتھ شیر و شکر ہیں اور آپ کچھ نہیں کر سکتے آپ کا مسلمان بھائی شیعہ کافر کے ہاں حلیم کھانے آتا ہے اور آپ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ شیعہ کافر آپ کے مسلمان بھائی کے ہاں میلاد کی محفلوں اور گیارہویں شریف کی نیاز میں جاتا ہے اور آپ اپنی شکست کا تماشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ ربیع الاوّل کا مہینہ آتا ہے تو میلادِ مصطفےٰ کی مشترکہ محفلیں بھی برپا ہوتی ہیں ہم اس کی مثالیں

ہیں کر سکتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو ایک مرکزی محفلِ میلاد نشتر پارک
میں ہوتی ہے اور شیعہ و سنی علماء اور شعراء، نعت خواں اس مقدس محفل
میں شریک ہوتے ہیں۔ اس محفل کی ذمہ داری میر توکل حسین کے کاندھوں
پر ہے۔ مولانا مرزا یوسف حسین (تحریک نفاذ فقہ جعفریہ) تو خاص طور سے
اس قسم کے مشترکہ اجتماعات کرانے کے سلسلہ میں خاصے فعال نظر آتے ہیں:
ایک اور شرانگیزی:۔

"پھر خمینی اور اس کے ہمنواؤں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ روضۂ اطہر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کیونکر آرام فرمائیں؟ ان کو ان سے عداوت ہے کہ یہ دونوں حضرات
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسے آرام فرمائیں؟ اور کیسے ان کو یہ
شرفِ منزلت حاصل ہے؟ ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ پر قبضہ کر کے ان کی نعشوں
کو قبر سے نکال کر العیاذ باللہ ننگا کر کے سولی دیں گے۔"

آپ نے خمینی اور ہمنواؤں سے جو کچھ منسوب کیا ہے اس سے استہزائی و
استعجابی کیفیت ظاہر ہو رہی ہے، عقیدے کی نہیں، اور پھر آپ کو خمینی صاحب اور
ان کے ہمنواؤں کا یہ ارادہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ مدینہ پر قبضہ کر کے ان کی نعشوں
کو قبر سے نکال کر ننگا کر کے سولی دیں گے۔ کیا حضرت آیت اللہ خمینی اپنے سارے
پروگرام آپ سے بتا دیتے ہیں؟

آپ کے خیال میں چودہ سو سال گزرنے کے بعد قبروں میں کیا نکلے گا؟
کفن پوش لاشیں کہ جنہیں برہنہ کر کے سولی پر لٹکایا جائے گا یا خمینی صاحب اپنے
معجزے سے ان حضرات کی کفن پوش لاشوں کو دوبارہ وجود میں لائیں گے۔
خمینی صاحب نے صاحبِ معجزہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا ہے لہٰذا یہ تو ناممکن ہے

کہ خمینی صاحب انہیں دوبارہ کفن پوش حالت میں لائیں پھر برہنہ کر کے سولی پر لٹکائیں۔ ہاں اگر چودہ سو سال بعد نعشیں صحیح و سالم حالت میں مل جائیں تب مفتی ولی حسن کی منشار کے مطابق ایسا ہو سکتا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت آیت اللہ خمینی اور ان کے ہمنوا جب اتنا بڑا معجزہ دیکھیں گے تو اپنے عقیدے سے رجوع کر لیں گے۔ مفتی صاحب آپ فکر نہ کریں ان بزرگوں کی نعشوں کی بے حرمتی کسی صورت نہیں ہو گی۔

دراصل اس مفتی فتنہ پرور نے پورے مضمون میں شیعوں اور آیت اللہ خمینی کے خلاف سنی بھائیوں کے جذبات بھڑکانے کی کوشش کی ہے اور اس سلسلہ میں سب سے بڑا ہتھکنڈہ جو اس نے استعمال کیا ہے وہ یہی ہے اب ہم اس کے مضمون کا سب سے بڑا جھوٹ پیش کریں گے کہ جس کو پڑھ کر ہر ذی ہوش اپنا سر پکڑ لے گا۔ ملاحظہ ہو۔

"راقم کو اللہ کے فضل وعنایت سے متعدد بار حج وعمرہ کی سعادت حاصل ہوئی لیکن میں نے کبھی کسی ایرانی شیعہ کی زبان سے تلبیہ نہیں سنی نہ میں نے کسی کو احرام باندھے دیکھا۔ ظاہر ہے کہ یہ حج وعمرہ کیا کرتے ہوں گے۔"

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مکار راقم یعنی مفتی ولی، اللہ کے فضل سے ہرگز ہرگز حج وعمرہ کے لئے نہیں گیا اور کوئی سعادت اس کے مقدر ہی میں نہیں ہے۔ یقیناً یہ مکہ گیا ہو گا اور ایام حج کے دوران بھی گیا ہو گا اور ارکانِ عمرہ و حج بھی ادا کئے ہوں گے مگر اس کی سیاہ قلبی کی وجہ سے ہمیں یقین ہے کہ اس کے ان اعمال میں اللہ کا فضل و کرم شامل نہیں ہو گا، کیونکہ قرآن کی رو سے جو شخص ختم اللہ علیٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ" کی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو وہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمیشہ کے لئے

محروم ہو جاتا ہے، اسے نہ تو کچھ سنائی دیتا ہے اور نہ دکھائی دیتا ہے تو پھر مفتی ولی کو جو اسی آیت کا مصداق ہے۔ ایرانی حجاج کی تلبیہ کیسے سنائی دیتی اور ان کے احرام کیسے نظر آتے۔

ڈیڑھ لاکھ ایرانی حجاج مناسک عمرہ و حج کے دوران بڑی تنظیم کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دستوں میں ہر فرد کو نظر آتے ہیں۔ ہمیں بھی ایک مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ایرانی ہر جگہ اپنے علماء کی نگرانی میں مناسک حج بجا لاتے ہیں۔ خاص طور سے طواف کے دوران بھی ان میں انتشار پیدا نہیں ہوتا۔ ہر دستہ اپنے اپنے عالم کے پیچھے متعلقہ دعائیں پڑھتا ہوا طواف کرتا ہے۔

پاکستانی حجاج کی غالب اکثریت جہلاء و نیم خواندہ حضرات کی ہوتی ہے اور پھر ستم یہ ہے کہ اکثر کے ذہن پہلے ہی سے شیعوں کے خلاف مسموم ہوتے ہیں لہذا وہ ایرانیوں کے خلاف اوٹ پٹانگ باتیں کرتے نظر آتے ہیں مگر ان میں سے بھی کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ایرانی تلبیہ نہیں پڑھتے یا احرام تک نہیں باندھتے منیٰ روانہ ہونے سے پہلے ہر حاجی کے لئے احرام باندھنا لازمی ہوتا ہے اور یہ احرام مزدلفہ سے واپسی پر قربانی کے بعد کھولا جاتا ہے، تمام حاجی منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں احرام باندھے نظر آتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ ڈیڑھ لاکھ سادہ پوش افراد احرام پوش حاجیوں کے درمیان چلتے پھرتے نظر نہ آئیں، جب کہ آج کل یہ منظر دنیا کے کونے کونے میں براہِ راست دیکھا جاتا ہے تو پھر دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ ڈیڑھ لاکھ ایرانی مکہ کی گلیوں میں گھومتے ہوں اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ڈرگ مافیا کا ایجنٹ مفتی ولی منیٰ و عرفات جانے کے بجائے مکہ میں رہ کر عرب شیوخ کے محلوں میں منشیات کا سودا کرتا ہو ——

دونوں میں سے کون سی بات زیادہ قرین قیاس ہے اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں، کیونکہ ہم جھوٹ اور بہتان سے بہت دور ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا اور اس کو مفتی ولی نے سچ کر دکھایا۔ مفتی ولی احرام کے بارے میں جھوٹ بولتے وقت شاید یہ بھول گئے کہ سانحہ مکہ کے حوالے سے کئی بار یہ خبر آچکی ہے کہ ایرانی حاجی اپنے احرام میں خنجر چھپائے ہوئے تھے۔ بات صرف اخباری خبروں کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس سانحہ کی وڈیو فلم بھی موجود ہے کہ جس میں ایرانی حاجی احرام باندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہم نے یہاں مفتی ولی کے چند جھوٹ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے اقرار سے نقل کر کے اس کا اصل مکروہ چہرہ عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے، مفتی ولی کے علاوہ بھی اس رسالہ میں دو تیسرے درجے کے پونجیوں اور چھٹ بھیوں کے مضمون چھپے ہیں جن میں بہتان تراشی اور گالم گلوچ کے سوا کچھ نہیں ہے، یہاں تک کہ ایران سے حج کے لئے آنے والی خواتین، جن کے پردے اور حیا کی تعریف ہر حاجی کرتا ہے پر بھی رکیک قسم کے حملے کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم سب باتوں کا خاطر خواہ جواب دے سکیں ویسے اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں رہی کیونکہ کسی کی دس باتیں جھوٹی ثابت ہو جائیں تو باقی باتیں نتیجتاً قابلِ بھروسہ نہیں رہتیں۔

اب ہم ان خواہشات کے ساتھ اس باب کو ختم کرتے ہیں کہ مفتی ولی اور اس کے ساتھیوں (کہ جنھوں نے اقرار میں بہتان تراشیاں کی ہیں) کے چہرے سیاہ ہو جائیں، ان پر بے شمار لعنتیں ہوں، لوگ ان کے جھوٹ سے گمراہ ہونے کے بجائے اس کے تعفن سے پناہ مانگیں۔

ہماری یہ تمام خواہشات سوادِ اعظم کے نائب صدر مفتی احمد الرحمٰن کے مضمون کے عین مطابق ہیں کہ جس کے اقتباسات ہم قارئین کی نذر کر چکے ہیں۔

سوادِ اعظم اور جماعتِ اسلامی کا گٹھ جوڑ

جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی کی وفات کے بعد سے جماعتِ اسلامی اخلاقی دیوالیہ پن کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے مصلحتوں سے بالاتر ہو کر حق بات کہنے کی اخلاقی جرأت کا فقدان تو اس کے عہدیداروں میں بہت عرصہ سے نظر آرہا ہے مگر اب نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ کھلے عام باطل کی حمایت میں بیانات جاری کئے جارہے ہیں، آرٹیکل لکھے جارہے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ یہ حمایت ان باطل پرستوں کی ہو رہی ہے کہ جن کا پیشہ زمین پر فساد پھیلانا ہے وہ کسی بھی قسم کی عظیم سے عظیم شخصیت پر رحم نہیں کھاتے۔ اختلاف رائے کا حق ہر ایک کو ہے مگر دلیل کے ساتھ، تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نام پر بد زبانی اور ذاتی نوعیت کے حملوں کی اسلام میں ہرگز اجازت نہیں ہے مگر یہ تو سوادِ اعظم اور ان کے بزرگوں کا پیشہ رہا ہے کوئی اپنا آبائی پیشہ کیسے چھوڑ دے۔ ان کے اس پیشہ کی زد میں جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی آئے ہیں۔ اس کی ایک مثال اکتوبر ۱۹۸۷ء کے اقرار میں نظر آتی ہے کہ مولانا یوسف لدھیانوی نے "الامام المجاہد" کے عنوان سے مولانا یوسف بنوری کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ کیا ہے اور انہی مجاہدانہ کارناموں میں مولانا مودودی کی شخصیت پر رکیک حملے بھی شامل ہیں۔ ہم مولانا یوسف کی تحریروں کے وہ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن کا تعلق مولانا مودودی سے ہے مگر پہلے خود مولانا یوسف لدھیانوی کی تحریر کا ایک ٹکڑا۔

"الغرض ہمارے د… کے وہ تمام اکابر جن کے خلوص و تقویٰ، جن کی دیانت و امانت اور جن کی سلامتی، علم و فہم کی قسم کھائی جا سکتی ہے اور جن کی مقبولیت عند اللہ ان کے اوراقِ زندگی سے عیاں اور ان کی پیشانی کے آثار و انوار سے واضح ہے۔ مودودی تحریک کو ایک "عظیم فتنہ" قرار دینے پر ان سب کا اتفاق رہا ہے"۔

(تو گویا ایک عظیم فتنہ کا دوسرے عظیم فتنہ سے ذاتی اور سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے گٹھ جوڑ ہوا تو ٹھیک ہی ہوا، کیونکہ دونوں میں قدر مشترک فتنہ گری ہے)

اب مولانا یوسف بنوری کے اقتباسات:-

"اس سے بڑھ کر بھی کوئی رسوا کن جہل ہو گا؟ قرونِ اوّل سے لے کر آج تک تو اِن امور کو کسی نے نہ جانا، نہ کسی عربی نے نہ عجمی نے، نہ اہلِ لغت نے نہ مفسرین و محدثین نے، نہ اربابِ بلاغت اور آئمہ عربیت نے۔ ان کو سمجھا تو ایک ایسا عجمی سمجھا جو لغتِ عربی سے واقف نہیں۔ نہ عربی بول سکتا ہے نہ لکھ سکتا ہے، بمشکل عربی سمجھ سکتا ہے اور وہ بھی اردو ترجموں کی مدد سے انصاف کیجیئے کیا اس دعوے سے بڑھ کر بھی آپ نے کوئی غیر معقول بات کبھی دیکھی سُنی"؟

"حالات کا تقاضا ہے کہ میں علی رؤس الاشہاد اعلان کر دوں کہ یہ شخص ملحد، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔ اس کی کتب و رسائل میں طامات ہیں، ان میں سے بعض فسق کی موجب ہیں بعض ابتداع فی الدین کی موجب ہیں، بعض الحاد کی موجب ہیں اور بعض ایسی چیز کی موجب ہیں جس سے میں سکوت کرتا ہوں۔ اس کی بعض تحریریں اس کے جہل بالدین اور غباوت علی الیقین پر د… ت کرتی ہیں، اس کے بیانات اور تحریروں میں تضارب اور تہافت اور …

تر زمانہ سے لے کر آج تک کے سلف صالحین کی تحمیق و تجہیل پائی جاتی ہے پس سلف صالحین کی کوششوں کو گرانا اور ان اکابر پر مواخذہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ اس کی رائے میں ناقابلِ برداشت خود پسندی ہے اور اس کی فطرت میں ایسا کبر ہے جو گوارا نہیں کیا جا سکتا، اور اس کا یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسا شخص ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یا وہ نیا نیا اسلام میں داخل ہوا ہے جو نہ نبوت کو جانتا ہے، نہ نبی کو نہ رسول کو اور نہ قرآنی تعبیرات کے حقائق کو۔"

✓ "اس مقام میں مودودی ایک ایسے شخص کا پاٹ ادا کر رہا ہے جس کے دل میں ایمان نہ ہو اور جو اسلام اور مسلمانوں سے انتقام لے رہا ہو۔"

مودودی صاحب کے بارے میں جو کچھ کہا گیا اور جو اندازِ تخاطب اختیار کیا گیا وہ ہمیں اچھا نہیں لگا مگر اس میں کتنا جھوٹ ہے اور کتنا سچ، اس کے بارے میں تو جماعت اسلامی والے بہتر بتا سکتے ہیں اور پھر یہ اِن کا آپس کا معاملہ ہے ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی اتنی نچلی سطح پر آگئی ہے کہ اس نے سوادِ اعظم جیسی فتنہ گر جماعت سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ جماعت کا یہ گٹھ جوڑ پہلی مرتبہ اس وقت عوام کے سامنے آیا جب شریعت بل کی بات چلی۔

سیاسی گٹھ جوڑ تو ہوتے ہی رہتے ہیں مگر جماعتِ اسلامی کا سوادِ اعظم جیسی فرقہ وارانہ تنظیم کی ایک فرقہ وارانہ مسئلہ پر ناجائز حمایت کرنا اس کے منافقانہ کردار کی نشاندہی کرتا ہے۔

✓ ۲۰ صفر کو پولیس نے مسجد پر شیلنگ کی اور اس پر جماعتِ اسلامی کراچی کے محمود اعظم فاروقی نے ایک احتجاجی بیان جاری کیا اور مسجد بنوری ٹاؤن پر پیش آنے والے واقعات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ انھیں سب سے

"زیادہ شرمناک بات" مسجد پر شیلنگ" محسوس ہوئی مگر وہ باتیں شرمناک نظر نہیں آئیں جو شیلنگ کا سبب بنیں، یقیناً وہ باتیں بھی فاروقی صاحب کے علم میں آئی ہوں گی ــــــــ کیا یہ فرقہ وارانہ تعصب کی بات نہیں؟

حکومت امن وامان کے قیام میں ناکام رہی ہے

کراچی (پ ر) امیر جماعت اسلامی کراچی محمود اعظم فاروقی نے ایک بیان میں جہلم کے موقع پر جامع مسجد بنوری ٹاؤن پر پیش آنے والے واقعات پر گہرے دکھ اور تاسف کا اظہار کرتے ہوئے اسے حکومت سندھ کی جانب سے امن وامان برقرار رکھنے میں ناکامی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کے واقعہ کا افسوسناک اور شرمناک پہلو یہ ہے کہ پولیس نے مسجد کے تقدس کا بھی خیال نہ رکھا اور مسجد میں شیلنگ کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کے دور میں جس قدر لسانی و گروہی فسادات ہوئے ہیں ان کی پاکستان اور کراچی کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا کہ جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے تقدس کو پامال کرنے والے پولیس اور انتظامیہ کے اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

"ہمیں نہیں معلوم کہ یہ فاروقی صاحب ۱۹۸۳ء میں کہاں تھے کہ جب شیعوں کی مسجدیں اور امام بارگاہیں جلائی جا رہی تھیں۔ اس آتش زنی کے کھیل میں ایسی بھی کئی مسجدیں جلائی گئیں کہ جن کا کسی امام بارگاہ کی عمارات سے الحاق نہیں تھا جس کی ایک مثال مسجد اثنا عشری لیاقت آباد ہے کہ جو شاہراہ عام پر واقع ہے، ہمیں یقین ہے کہ کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ماضی قریب میں دنیا کے کسی ملک میں اتنی بڑی تعداد میں عبادت گاہیں جلائی گئی ہوں ــــــــ جماعتِ اسلامی کے فاروقی صاحب کے علم میں یقیناً یہ بات ہو گی کہ یہ مسجدیں جلوانے والے یہی "سوادِ اعظم" کے بدمعاش مولوی تھے، اس کے باوجود آپ ان کے ہمدرد ہیں اور مسجد پر صرف شیلنگ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسلامی عدل کی سب سے زیادہ دعویدار جماعت کے ایک لیڈر کا یہ کردار ہے۔

ہم اس بات کو بھی واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسجد کی بے حرمتی کے اصل ذمہ دار سواد اعظم کے اداکار ہیں۔ تمام اخبارات کا یہ کہنا ہے کہ مسجد کے اندر موجود مدرسہ کے طلبا اور مولوی حضرات ماتمی جلوس کا راستہ روکنے کے لئے باہر سڑک پر آنے کی بار بار کوشش کر رہے تھے۔ مولانا احمد الرحمٰن اور ان کے ساتھی علماء بھی اپنے اعلان شدہ پروگرام کے مطابق مسجد سے باہر نکلے اور جلوس روکنے کے لئے سڑک پر آنا چاہا۔ انتظامیہ کے سمجھانے بجھانے کے بعد بھی یہ لوگ مسجد کے اندر واپس جانے پر تیار نہیں ہوئے تو گرفتار کر لئے گئے۔ مسجد کی دوکانوں کی چھتوں پر موجود پولیس والوں پر اتنا شدید پتھراؤ کیا گیا کہ انھیں وہاں سے کود کر اپنی جان بچانا پڑی۔ مسجد کے سامنے ڈیوٹی پر



موجود پولیس اور فوج کے افراد پر بھی پتھر برسائے گئے اور بعض اطلاعات کے مطابق فائرنگ بھی کی گئی۔ اب فاروقی صاحب خود فیصلہ کریں کہ ایسی صورت میں پولیس کا کردار کیا ہونا چاہیئے تھا؟ اگر پولیس اپنے دفاع میں شیلنگ نہ کرتی تو صرف دو صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ پولیس پتھر کھاتی رہتی اور گولی کی بھی پروا نہ کرتی اور کھڑی رہتی۔ دوسری صورت یہ کہ وہاں سے چلی جاتی اور چہلم کے سوگواروں اور آمادہ پیکار مولویوں کو ایک دوسرے کا خون بہانے کے لئے آزاد چھوڑ دیتی اور خونریزی و املاک کی تباہی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہونے کا انتظار کرتی۔ اگر اس موقع پر یہ کہا جائے کہ جلوس کو بنوری ٹاؤن کے سامنے سے گذرنے کی اجازت دینا اصل غلطی ہے تو اس کا معقول جواب بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔ اب آخر میں ہم فاروقی صاحب سے صرف اتنا پوچھیں گے کہ جب آپ کے آقاؤں نے چند برس پہلے خانہ کعبہ پر گولیاں برسائی تھیں تو کیا اس وقت آپ کی نظر میں خانہ کعبہ کی بے حرمتی نہیں ہوئی تھی؟ بات کافی طویل ہو چکی ہے لہذا ہم اس سلسلہ میں صرف اتنا بتا دینا کافی سمجھتے ہیں کہ وہاں بادشاہت کا مخالف ایک مسلح گروہ خانہ کعبہ میں موجود تھا اور شاہ کے نمک خواروں نے خانہ کعبہ میں گولیاں چلائیں اور دار الامن کو انسانی خون سے رنگین کر دیا۔ جہاں چیونٹی کو مارنے سے منع کیا گیا ہے وہاں چند گھنٹوں میں انسانی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے اور یہاں مسجد میں آمادۂ فساد لوگوں کے ایک گروہ پر اتمام حجت کے بعد آنسو گیس کے گولے پھینکے گئے جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ اتنا ہوا کہ کچھ مصلے جل گئے یا فسادیوں کا تھوڑا سا دم گھٹا۔

جماعتِ اسلامی کراچی کے محمود اعظم فاروقی کے لئے یہ کب ممکن تھا کہ وہ مسجد

کی بے حرمتی پر صرف ایک بیان دینے کو کافی سمجھتے لہٰذا آپ نے سوادِ اعظم کی طرف سے ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو مکمل ہڑتال کی اپیل میں جماعتِ اسلامی کو بھی شامل کیا مگر اس کے باوجود کراچی والوں نے دیکھ لیا کہ یہ ہڑتال کتنی ناکام رہی اور دو دن بعد ہونے والی ایم کیو ایم کی مکمل ہڑتال نے یہ ثابت کر دیا کہ اب عوام مسجد اور قرآن کے نام پر دھوکہ کھانے والے نہیں ہیں۔

ہفت روزہ تکبیر

جماعتِ اسلامی کے ہمنوا "ہفت روزہ تکبیر" نے بنوری مسجد کے معاملے کو اس طرح سے پیش کیا ہے کہ ظالم مظلوم نظر آنے لگا۔ اس کے پڑھنے سے احساس ہوتا ہے کہ آج کا تکبیر بنی امیہ کے ظالم حکمرانوں ہی کی صدا بازگشت ہے

ہفت روزہ تکبیر کی سرخیاں

سانحہ کربلا اور سانحہ بنوری ٹاؤن ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں

۱۹۸۶ء کے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جہلم کا ماتمی جلوس پیپلز پارٹی کی نگرانی اور فوج و پولیس کے پہرے میں جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے سامنے سے گزارا گیا۔

مقامی انتظامیہ ایک فرقے کی حمایت کرتے کرتے خود جانب فریق بن گئی۔

سانحہ مکہ اور سانحہ بنوری ٹاؤن ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں ہیں ـــــ بجا فرمایا! وہاں مکہ میں مسجد الحرام کے نزدیک پُرامن جلوس کا راستہ روک کر اہل جلوس کو مشتعل کیا گیا اور طاقت کے استعمال کا جواز پیدا کر کے ایرانی حجاج پر گولیاں برسائی گئیں۔ سینکڑوں مرد عورتیں اور بچے شہید ہوئے، حرم کا تقدس پامال کیا گیا۔ یہ جلوس ظلم کے خلاف نکالا گیا تھا، مگر خود اس پر بھی ظلم کیا گیا اور پھر اس ظلم کو چھپانے کے لئے طرح طرح کے جھوٹ بولے گئے۔ کبھی یہ کہا گیا کہ ایرانیوں کا مقصد امام کعبہ کو قتل کر کے خانہ کعبہ پر قبضہ کرنا تھا اور کبھی یہ کہا گیا کہ ایرانی حجاج کا مقصد بیت اللہ کو آگ لگانا تھا۔

یہاں کراچی میں بھی نواسۂ رسولؐ، جگر گوشۂ بتولؑ امام عالی مقام حسینؑ ابن علیؑ کے ماتمی جلوس کو بزور طاقت روکنے کی کوشش کی گئی۔ یہ جلوس بھی ظلم کے خلاف تھا۔ اس متبرک جلوس کا پتھروں اور گولیوں سے استقبال کیا گیا اور یہ ظلم ڈھانے والے بھی سعودی نمک خوار تھے۔ اس ظلم کو چھپانے کے لئے یہاں بھی طرح طرح کے جھوٹ تراشے گئے۔

وہاں جھوٹ کا پول کھولنے کے لئے ایران کی انقلابی حکومت حرکت میں آ گئی مگر یہاں بیچارے شیعہ کیا کریں۔ اس جھوٹ کا پردہ کیسے چاک کریں، قومی سطح کا پریس مخالفوں کے پاس ہے مگر جھوٹ جھوٹ ہے اس کا پردہ چاک ہو کر رہتا ہے آپ کتنی ہی جھوٹی کڑیاں ملاتے رہیئے بات نہیں بنے گی۔

آپ نے جو سانحہ مکہ اور سانحہ بنوری ٹاؤن کو ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں قرار دیا ہے وہ اس اعتبار سے تو صحیح ہے کہ دونوں سانحوں میں کافی مماثلت ہے مگر جو تفصیل آپ نے پیش کی ہے اس کی بنیاد مکر و فریب کے سوا کچھ نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مقامی انتظامیہ ایک فرقہ کی حمایت کرتے کرتے خود بھی فریق

بن گئی۔ دراصل آپ کو ایسا اس لئے لگ رہا ہے کہ ہمارے ملک میں حق دار کو ہر قیمت پر حق دلانے کی ریت نہیں ہے مگر اس دفعہ ایک نئی ریت پڑی ہے کہ انتظامیہ نے حق دار کو حق دلانے کے لئے اپنے تمام ضروری وسائل استعمال کئے اور آپ کو غصہ آ رہا ہے۔ نمائندۂ تکبیر نے فساد کی تفصیلات بھی مسخ کر کے پیش کی ہیں۔

"جلوس ماتم کرتا اور نعرے لگاتا ہوا جب مسجد کے مرکزی دروازے کے سامنے سے گزرا تو اس میں شامل متعدد نوجوانوں نے مسجد پر جوتے اور پتھر پھینکے جن کی دیکھا دیکھی چند اور افراد نے بھی جامع مسجد پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ یہ پتھر جب مسجد کے اندر جا کر گرے تو وہاں موجود طلبہ نے انہیں واپس جلوس پر پھینکا جس پر جلوس میں بھگدڑ مچ گئی۔ اس موقع پر پولیس کے ایک کانسٹیبل نے اپنی چائنا رائفل سے دو فائر کئے۔ اسی اثناء میں چند اور فائر بھی ہوئے یہ صورتحال دیکھ کر فوج نے پوزیشن سنبھال لی لیکن جلوس میں سے پتھراؤ جاری رہا۔"

پتھر پھینکنے میں پہل کی توقع اس فریق سے کی جاتی ہے کہ جو آمادۂ فساد ہو سب جانتے ہیں کہ بزور طاقت بنوری مسجد کے سامنے سے جلوسِ عزا کو روکنے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا تھا اور بار بار کیا گیا تھا اس مقصد کے حصول کے لئے چہلم کے روز صبح ۹ بجے سے ہنگامہ آرائی شروع کی گئی تھی جس کا سلسلہ جلوس کے پہنچنے تک جاری رہا۔ جلوس مسجد سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر محض اس لئے روک دیا گیا تھا کہ مولوی بے قابو تھے، پھر جب مولوی قابو میں آ گئے تو جلوس کو آگے بڑھنے کی اجازت دی گئی۔

ادھر جلوس میں شامل افراد کو امام حسینؑ اور بی بی فاطمہؑ کے واسطے دے کر صبر کی تلقین کی گئی تھی، ویسے بھی ماتمی جلوس کا یہ مزاج رہا ہے کہ جب تک حملے

میں کوئی اور پہل نہ کرے اِدھر سے کوئی حملہ نہیں ہوتا۔

اِس پوری صورتِ حال کا ایمانداری سے جائزہ لیا جائے تو نمائندۂ تکبیر کا یہ بیان مضحکہ خیز نظر آئے گا کہ پہلے جلوس میں سے جوتے اور پتھر مسجد پر پھینکے گئے اور پھر بھی پتھر مسجد میں موجود لوگوں نے جلوس کی طرف پھینک دیئے۔

اگر ہم نمائندہ تکبیر کے بیان کا جائزہ اِس انداز سے لیں کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عملاً بھی ممکن ہے یا نہیں تو بات بالکل واضح ہوجائے گی۔

بنوری مسجد کے سامنے چوڑی سی سڑک کے بیچ میں خصوصی ساخت کی گرِل ہے جو کہ ہنگامی بنیادوں پر حفاظتی مقاصد کے تحت لگائی گئی ہے کی وجہ سے جلوسِ عزا مسجد سے کافی دُور ہو کر گذرا۔ اور کوئی شخص اِس گرِل کو آسانی سے پھلانگ کر دوسری طرف نہیں جا سکتا تھا۔ جب جلوسِ عزا گذر رہا تھا تو گرِل کے دوسری طرف یعنی مسجد کے آگے پولیس اور فوج کی گاڑیاں اور جوان اس طرح تعینات تھے کہ مسجد کے سامنے کا پورا حصہ محفوظ ہو گیا تھا اور یہ بات بھی پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ مسجد کا دروازہ کافی بلند ہے اور اس کے دائیں بائیں بلند و بالا دوکانیں ہیں، جن کی چھتیں کافی چوڑی ہیں۔ اس تمام صورتحال کے پیشِ نظر کوئی شخص سنجیدگی اور ایمانداری سے یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ اتنے فاصلہ سے گذرنے والے جلوس سے پھینکے ہوئے پتھر مسجد کے اندر جا کر گرے تو وہاں موجود طلبہ نے انہیں واپس جلوس پر پھینکا۔ صحیح اور قابلِ عمل صورتِ حال روزنامہ "ڈان" نے پیش کی ہے۔

ہم روزنامہ "جنگ" اور "ڈان" کے تراشے پیش کرتے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوجائے گا کہ ہفت روزہ "تکبیر" کا نمائندہ صحافتی اخلاقیات سے کوسوں دور ہے اور کوئی بیوقوف اور پھٹیچر قسم کا آدمی ہے۔

انگلیم مسجد میں موجود علماء نے انتظامیہ کی
اس یقین دہانی پر کہ مسجد کے سامنے سے جلوس پرامن طور پر
گزرے گا مزاحمت نہ کرنے کی یقین دہانی کرادی جس کے بعد
انتظامیہ نے فوج کے جوانوں کی نگرانی میں پولیس کے جلوس کو گزارا اور
مسجد کے سامنے سے ۱۲ بجے گزرا اس سے قبل جلوس کے منتظمین
اور علماء جلوس کے شرکاء سے پرامن رہنے کی اپیل کر چکے تھے تاہم
جلوس کے بیشتر افراد کے گزر جانے کے بعد بعض نوجوانوں نے مسجد
کی سمت پتھر اور جوتے اچھالے جس کے جواب میں مسجد کی چھت پر
موجود افراد نے بھی پتھراؤ کیا اور اسی دوران نامعلوم سمت سے فائرنگ کا
سلسلہ بھی شروع ہو گیا تاہم فوج کے جوانوں اور جلوس کے منتظمین
نے نظم و ضبط برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور تھوڑی سی بدنظمی
کے باوجود جلوس مسجد کے سامنے سے گزر کر ساڑھے بارہ بجے تک
گرو مندر کے چوراہے پر پہنچ گیا اس دوران بعض نوجوانوں نے قریبی
عمارات اور دکانوں پر اکا دکا پتھر بھی مارے تاہم کوئی ناخوشگوار واقعہ
نہیں ہوا لیکن اس دوران کی گئی فائرنگ سے ایک نوجوان جمیل
جاں بحق ہو گیا
ہو گئے جبکہ ہیڈ ؛

The procession was then allowed to move forward towards Guru Mandir via Binori Town. Some processionists, however, raised slogans of "Ya Husain, Ya Ali" in front of the mosque.

This again stirred trouble as the activists of Swad-i-Azam jumped out on the road and resorted to stoning. Others pelted stones from the roof-top of the mosque at the procession. Policemen retaliated with teargas shells.

During the skirmishes, some people used pistols or revolvers from a nearby building causing injuries to some processionists who also retaliated and pelted stones towards the mosque and damaged private buildings.

ترجمہ :- "تب جلوس کو بنوری ٹاؤن کے راستہ سے گرو مندر کی طرف آگے بڑھنے کی اجازت دی گئی تاہم جلوس میں شامل کچھ لوگوں نے "یا حسینؑ" اور "یا علیؑ" کے نعرے لگائے، چنانچہ پھر فساد بھڑک اٹھا اور سوادِ اعظم کے سرگرم افراد باہر سڑک پر کود آئے اور پتھر پھینکنا شروع کر دیئے اور دوسرے لوگوں نے مسجد کی چھت پر سے پتھر پھینکے جس کے جواب میں پولیس والوں نے آنسو گیس کے شیل پھینکے

ہنگامہ کے دوران کچھ لوگوں نے ایک قریبی عمارت سے پستول یا ریوالور استعمال کئے جس کی وجہ سے جلوس میں شامل کچھ لوگ زخمی ہو گئے۔ انہوں نے بھی اسی انداز سے جواب دیا اور مسجد کی جانب پتھر پھینکے اور کچھ نجی عمارتوں کو نقصان پہنچایا"

اخبار جنگ کہ شیعہ سُنی کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے مگر اس کا ایک معیار ہے اس نے بھی صورتِ حال کو مسخ کیا ہے مگر اس حد تک کہ حلق سے اتر سکے، انگریزی روزنامہ "ڈان" کہ جو ملک کا سب سے معیاری اخبار ہے نے مذہبی تعصبات سے بالاتر ہو کر صحیح رپورٹنگ کر کے صحافتی دیانت داری کا ثبوت دیا ہے

جہاں تک یا حسینؑ اور یا علیؑ کے نعروں کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں یہ بات سمجھ لی جائے کہ "یا حسین" کوئی نعرہ نہیں ہے بلکہ سینہ زنی کے دوران "یا حسین" کی تکرار کی جاتی ہے اور "یا علی" نعرہ ہے، اگر ان آوازوں کی وجہ سے فساد بھڑک اٹھے تو شیعہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔

تکبیر کے نمائندے نے بنوری ٹاؤن کے سانحہ کی خبریں اخبارات میں پڑھیں

تراشہ

۱- چنانچہ اصل صورتحال کا جائزہ لینے اور حقائق کی تہہ تک پہنچنے کے لئے تکبیر نے جامع مسجد بنوری ٹاؤن اور مدرسہ علوم اسلامیہ کے ذمہ دار افراد سے رابطہ قائم کر کے ان کا موقف جاننے کی کوشش کی۔ اس کے جواب میں ان کے ایک ترجمان نے اس کا پس منظر بتاتے ہوئے کہا کہ جب بھی محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے تو فضا ایک دم مکدر ہو جاتی ہے مسلمانوں میں تناؤ اور کھنچاؤ، کشیدگی اور کبیدگی پھیل جاتی ہے۔ اس کی واحد وجہ شیعوں کے ماتمی جلوس ہیں جو تمام اصولوں اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سنی آبادیوں خصوصاً دینی اداروں کے سامنے سے گزرتے ہیں، اشتعال انگیز نعرے لگاتے اور ہرزہ سرائی کرتے ہیں، صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔

۲- اسی طرح کا ایک ماتمی جلوس مارٹن کوارٹرز کے امام باڑے شاہ نجف سے ۹ محرم الحرام اور ۲۰ صفر المظفر کو برآمد ہوتا ہے جو جمشید روڈ سے عالم اسلام میں شہرت یافتہ اور پاکستان میں مرکزی حیثیت کے حامل دینی ادارے "جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن" کے سامنے سے گزرتا ہے اور نشتر پارک پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ پھر ۲۸ صفر کو یہ جلوس واپس ہوتا ہے اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے سامنے سے گزرتا ہوا شاہ نجف پر ختم ہوتا ہے

۳- یہ جلوس پہلے صرف چند (بیس پچیس) افراد پر مشتمل ہوتا تھا اور اس طرح چپکے سے گزر جاتا تھا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ مگر گزشتہ چند سالوں میں جیسے جیسے شیعہ جارحیت، تشدد اور تخریب کاری کا پیمانہ بڑھا ہے تو ان کی بڑھتی ہوئی جارحیت سے شیعوں کے جلوس فتنہ و فساد، تخریب کاری، توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا اہم ذریعہ بن گئے ہیں۔ لہٰذا جہاں بھی شیعوں کا ماتمی جلوس برآمد ہوا، انتہائی افسوسناک واقعات رونما ہوئے۔ کوئٹہ، لاہور، جھنگ، لیہ، ڈیرہ غازی خان کے علاوہ کراچی کے واقعات میں گودھرا کیمپ میں قرآن کریم کی بے حرمتی اور مسلمانوں پر حملے، لیاقت آباد میں امام باڑے سے مسلمانوں پر فائرنگ، گرومندر میں جلاؤ اور توڑ پھوڑ کے ساتھ ساتھ سینکڑوں مسلمانوں کا قتل ان کی جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۴- اس بڑھتی ہوئی جارحیت کے ساتھ ہی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سامنے سے گزرنے والے جلوس نے بھی انتہائی تکلیف دہ صورت اختیار کر لی اور پورے شہر سے متعصب شیعہ اس جلوس میں شرکت کرنا لازمی سمجھنے لگے تاکہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے سامنے کھڑے ہو کر مسلمانوں کے خلاف نعرے لگائیں، صحابہ کرام پر تبرا کریں اور مسلمانوں، خصوصاً علمائے کرام اور طلبہ کی دل آزاری

۱۔ محرم کا مہینہ آتا ہے تو ملک کی عام فضا تو بڑی خوشگوار رہتی ہے نہ تناؤ نہ کھچاؤ۔ نہ کشیدگی نہ کبیدگی۔ تمام مسلمان اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور کرتے ہیں، چاہے وہ شربت کے ایک گلاس کی نذر ہی کیوں نہ ہو۔ شہر میں ہر طرف کربلا کے پیاسوں کے نام پر سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ اس کا انتظام سُنی بھی کرتے ہیں اور شیعہ بھی۔ نو اور دس محرم کو حلیم کی روایتی نذر کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ اہتمام شیعہ بھی کرتے ہیں اور سُنی بھی۔ شیعہ اپنے انداز سے ماتمی جلوس نکالتے ہیں کہ جس میں علم، ذوالجناح، تعزیہ اور دیگر تبرکات ہوتے ہیں۔ سُنی بھائیوں کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے اور وہ تعزیہ کا جلوس نکالتے ہیں اور تعزیہ کے آگے مختلف کرتب دکھاتے ہوئے چلتے ہیں۔

تناؤ اور کھچاؤ تو ایک مخصوص گروہ کا مقدر ہے کہ جسے انسانوں کا محبت سے رہنا اچھا نہیں لگتا۔ یہی جانا پہچانا گروہ محرم آنے سے پہلے ہی اپنی بیان بازیوں اور دوسرے ہتھکنڈوں کے ذریعہ فضا مکدر کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور جب یہ گروہ ماتمی جلوسوں پر عام پابندی کا مطالبہ کرتے کرتے تھک گیا اور وہ پورا ہوتا نظر نہ آیا تو چند سال سے یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ نوئی ٹاؤن کی مسجد کے آگے سے جلوس نہ گذرے، جب یہ بات بھی نہیں مانی گئی تو دھمکیاں دی جانے لگیں کہ بزورِ طاقت روکیں گے۔ اسی طرح کے مختلف بہانوں سے ملک کے دوسرے شہروں کی فضا بھی مکدر کی جاتی رہی ہے۔ اس سال تو خصوصی دھمکیاں اور ہنگامی ماحول پیدا کیا گیا مگر اس کا اثر بھی محدود رہا اور اس فسادی گروہ کے دھمکی آمیز بیانات اور اِدھر انتظامیہ کے انتظامی امور اور امن کی اپیلوں پر مشتمل بیانات تھے کہ جس سے فضا تو مکدر ہوگئی مگر حقیقتاً پورا ماحول ہمیشہ کی طرح خوش گوار رہا۔

اس فسادی گروہ کے بقول مسلمانوں میں تناؤ اور کھچاؤ کی واحد وجہ ماتمی جلوس ہیں جو تمام اصولوں اور قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سُنی آبادی سے گذرتے ہیں۔ صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں جن سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ ہر جلوس کا لائسنس ہوتا ہے اور ہر سال اس کی تجدید کرانا پڑتی ہے۔ رہی سُنی آبادی سے گذرنے کی بات تو پورے شہر میں شاید ہی کوئی محلہ یا سڑک ایسی ہو کہ جہاں سو فی صد سُنی آبادی ہو۔ ہر جگہ سُنی کے ساتھ شیعہ اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں اور اگر اکثریت کی بات کی جائے تو گنتی کی چند بستیوں کے علاوہ ہر جگہ غالب اکثریت سُنی ہی کی ہے۔

پاکستان کے آئین کی روشنی میں بلا کسی تفریق کے ہر مذہبی و سیاسی گروہ کو جلوس نکالنے کا حق حاصل ہے اور کہیں اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ ہر مذہبی جلوس صرف اسی علاقہ سے گذر سکتا ہے کہ جہاں اس مذہب کے ماننے والوں کی اکثریت ہو یا سیاسی جلوس صرف اپنے زیر اثر سیاسی علاقہ ہی سے گذر سکتا ہے اگر اقلیتی گروہ کا اکثریتی گروہ کے علاقہ سے جلوس نکالنا کسی اصول کے خلاف ہے تو امریکہ و برطانیہ جیسے عیسائی ممالک میں جہاں ہر طرف عیسائی آبادی ہے محرم اور عید میلاد النبیؐ کے جلوس اہم شاہراہوں سے کیوں گذرنے دیئے جاتے ہیں؟

ہم ایک اور حقیقت واضح کرتے چلیں کہ اس فسادی گروہ کو چھوڑ کر عام سُنی ان جلوسوں کا مخالف نہیں بلکہ بعض علاقوں میں تو سُنی تنظیموں کی طرف سے اہلِ جلوس کو شربت پلایا جاتا ہے۔ ایک خاصا بڑا جلوس ۸ محرم کو امام بارگاہ بوتراب عزیز آباد سے نکلتا ہے، قریب ہی منصورہ بھی ہے جماعت

والے اس جلوس میں اگر انسانی رواداری کا مظاہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں تک جلوس میں اشتعال انگیز باتیں ہونے کا سوال ہے تو ان کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے کسی ماتمی جلوس میں کوئی اشتعال انگیز نعرہ نہیں لگایا جاتا اور اس سلسلہ میں اتنی احتیاط برتی جاتی ہے کہ حساس مقامات پر تناؤ اور کشیدگی کی صورت ہو تو یزیدیت مُردہ باد تک کا نعرہ نہیں لگایا جاتا تاکہ کہیں کچھ یزدیوں کے جذبات نہ بھڑکیں۔ ایک مقدس تعزیتی جلوس میں جہاں یاحسین یاحسین کی صدا آتی ہے اور خاندانِ نبوت کے مظلوموں کے لئے نوحہ خوانی اور سینہ زنی کی جاتی ہے، وہاں گالیوں کا کیا سوال ہے؟ ہمیں افسوس ہے کہ جاہل مولوی کی انتہائی مہمل باتوں کو تکبیر کے نمائندہ نے جسے یقیناً تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے کیسے یقین کرلیا اور وہ بھی آنکھیں بند کرکے۔ یہ بات تو ایسی ہے کہ اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے کسی بھی جلوس میں کسی کے آنے پر پابندی نہیں اور اخبار والے تو جلوسوں میں شریک ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ شیعہ دشمن جاہل مولوی ماتمی جلوسوں کے خلاف اس طرح کا پروپیگنڈہ کرتے ہی اس لئے ہیں کہ عام مسلمانوں کے جذبات ان جلوسوں کے خلاف بھڑک اٹھیں اور ان پر پابندی لگوانے کا جواز پیدا کیا جاسکے مگر ان باتوں کو سچ سمجھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ فوج اور پولیس کے افراد اور علاقہ مجسٹریٹ کہ جو جلوس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں سب کے سب بے غیرت ہیں کہ عام اصولوں اور قانون کی خلاف ورزیوں کو برداشت کرتے ہیں اور یہاں تک کہ صحابہ کرام کو گالیاں دی جاتی ہیں اور وہ سنتے ہیں حالانکہ ان میں غالب اکثریت سُنیوں کی ہوتی ہے اور یہ بے غیرتی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ لاقانونیت برداشت کرنے اور گالیاں سُننے کے باوجود وہ ہر سال لائسنس کی تجدید بھی کردیتے ہیں۔

۲۔ جب متنازعہ ماتمی جلوس کا تذکرہ ہوتا ہے تو زیادہ زور مدرسہ پر ہوتا ہے مسجد پر نہیں۔ تکبیر کے نمائندے سے بھی یہی کہا گیا کہ ۹ محرم اور ۲۰ صفر کو نکلنے والے جلوس، عالم اسلام میں شہرت یافتہ اور پاکستان میں مرکزی حیثیت کے حامل دینی ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سامنے سے گزرتے ہیں ـــــــ اللہ اللہ! اس مدرسہ کی بھی یہ اوقات ہوگئی کہ امام عالی مقام نواسۂ رسولؐ حضرت حسینؑ ابن علیؑ کے جلوس کے آگے اس کی عظمت بیان کی جارہی ہے اس کی عظمت سے سب واقف ہیں، ملکی و غیرملکی صدقہ وخیرات سے چلنے والا یہ مدرسہ کہ جس میں صوبہ سرحد کے جاہل خاندانوں کے بھوکے ننگے بچے اس لئے داخلہ لیتے ہیں کہ دو وقت کی روٹی اور دو جوڑے کپڑوں کے ساتھ کچھ تعلیم بھی حاصل ہو جائے گی۔ جلوس عزا حسین جس مسجد کے آگے سے گذرتا ہے اس مسجد کے در و دیوار حسینؑ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں تو اس مدرسہ کی کیا حقیقت ہے۔

(۳-۴) بنوری مسجد کے پیشہ ور جھوٹوں نے ایک بات پہلی مرتبہ سچ سے ذرا قریب کہی اور وہ بھی سیاق و سباق سے ہٹا کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات سچ سچ بیان کردینا ان بدنصیبوں کے مقدر ہی میں نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ پہلے یہ جلوس بیس پچیس افراد پر مشتمل ہوتا تھا اور اس طرح سے گذر جاتا تھا کہ خبر بھی نہ ہوتی تھی اور جب سے شیعہ جارحیت پر اترے ہیں تو پورے شہر سے متعصب شیعہ اس جلوس میں شرکت کرنا لازمی سمجھنے لگے۔

یہ سچ ہے کہ پہلے اس جلوس میں کم لوگ شرکت کرتے تھے مگر دروغ گوئی پر مائل فطرت کے لوگوں نے اس تعداد میں اتنی کمی کی کہ اسے بیس پچیس کی مضحکہ خیز تعداد تک لے آئے۔ خیر ہمیں اس پر کوئی خاص اعتراض نہیں ہے ہم تو اس بات

پر دم بخود ہیں کہ اس صورتِ حال کی تبدیلی کی جو وجوہات پیش کی گئی ہیں وہ اتنی بے سروپا ہیں کہ انھیں سرایے میں لا کر ایک ایک بات کا جواب دینا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اور نہ ہر بات کے تفصیلی جواب کی اس چھوٹی سی کتاب میں گنجائش ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جلوس میں اس اضافہ کی اصل وجوہات بیان کر دینا کافی ہوگا

۱۹۸۲ء تک ۹ محرم اور ۲۰ صفر کے ان جلوسوں میں شرکت کرنے والے ماتم دار ڈیڑھ دو سو کی تعداد میں ہوتے تھے اور ۲۰ صفر کے جلوس میں نسبتاً کچھ زیادہ ہے ۱۹۸۰ء میں سوادِ اعظم کے شقی القلب ملاؤں نے حکومت کی پشت پناہی سے شیعوں کے سینکڑوں مکانات، دوکانیں، امام بارگاہیں اور مسجدیں جلوا ڈالیں تو یہ گدھے اور شیر ہو گئے اور مطالبہ کرنے لگے کہ بنوری مسجد کے سامنے سے جلوس گذرنے پر پابندی لگائی جائے۔ اس مطالبہ کے ساتھ ساتھ جلوس میں مجمع بڑھنا شروع ہو گیا اور جب نوبت دھمکیوں تک پہنچی تو جلوس میں اور اضافہ ہونے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زبردست دھمکیوں اور خطرات کے باوجود اس سال ۹ محرم کے جلوس میں ۲ ہزار افراد اور ۲۰ صفر کے جلوس میں باوجود سخت ناکہ بندی کے پندرہ ہزار افراد موجود تھے اور اگر یہی صورتِ حال رہی تو تعداد انشاء اللہ اور بڑھے گی کہ شیعہ فطرت یہی ہے۔

یہ بھی کتنی عجیب مخلوق ہے کہ سر پر دستارِ فضیلت، چہرے پر گھنی اور طویل داڑھی پیشانی پر نماز کا نشان، مگر قلب سیاہ، مزاج کثیف۔ یہی سیاہیٔ قلب اور کثافتِ مزاجی ہے کہ یہ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے ۱۹۸۳ء میں ان کی جارحیت میں اتنا اضافہ ہوا کہ انھوں نے شیعوں کے سینکڑوں مکان، دوکانیں، مسجدیں اور امام بارگاہیں نذرِ آتش کروا دیں اور الزام شیعوں پر ہے کہ ان کی جارحیت میں اضافہ ہوا ہے۔ شیعوں کے جلوس

بنتِ رسولؐ سے اظہارِ تعزیت کے لئے ہوتے ہیں اور ان میں ظالموں سے نفرت اور مظلوموں سے ہمدردی اور محبت کا پیغام ہوتا ہے۔ ان جلوسوں میں چھوٹے چھوٹے بچے اور ضعیف و نزار بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور بیشمرود تبرکات (علم، ذوالجناح، شبیہ تابوت وغیرہ) بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں ادب اور قاعدے سے لے کر چلنا اہلِ جلوس اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو جلوس میں شامل ہو کر محسوس کیا جا سکتا ہے دیکھا جا سکتا ہے پھر آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اِن جلوسوں کے بارے میں اس طرح کے بیانات کہ شیعوں کے جلوس فتنہ و فساد، تخریب کاری، توڑ پھوڑ، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا ذریعہ بنتے ہیں کتنے بے بنیاد ہیں۔

آپ کے بقول مدرسہ نوری ٹاؤن کے سامنے سے گذرنے والے جلوس نے بھی انتہائی تکلیف دہ صورت اختیار کرلی ہے —— تو جناب اس جلوس کو تکلیف دہ آپ ہی نے بنا دیا ہے ورنہ یہ جلوس تو اتنی خاموشی سے گذر جاتا تھا کہ پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ کب آیا اور کب گذر گیا۔

ہفت روزہ تکبیر کے نمائندے نے سوادِ اعظم کے ہر جھوٹ کو بڑی خندہ پیشانی سے قبول کر کے اِسے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور صرف اِسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ حکومت سندھ کے پریس نوٹ کو جس میں مسجد نیو ٹاؤن اور چہلم کے جلوس کے تنازع اور ہنگامہ آرائی کے بارے میں ضروری تفصیلات بیان کی گئی تھیں کو تضاد کا شکار قرار دیا۔ کیونکہ اس پولیس نوٹ میں سوادِ اعظم کو بلاجواز تنازع کھڑا کرنے اور ہنگامہ آرائی کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔ تکبیر کے نمائندے نے سوادِ اعظم سے اپنی وابستگی کا حق ادا کرنے کے لئے "حکومتِ سندھ کا پریس نوٹ۔ کتنا سچ کتنا جھوٹ؟" کا عنوان قائم کر کے باقاعدہ بحث کی ہے اور اس نے تضادات کی نشاندہی کی ہے۔

حکومت سندھ کا پریس نوٹ۔ کتنا سچ؟ کتنا جھوٹ

بدھ ۱۴ اکتوبر کے سانحۂ مسجد و جامعہ بنوریہ ٹاؤن کے بعد، جس میں ایک شہری ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، حکومتِ سندھ نے اسی رات جاری ہونے والے اپنے پریس نوٹ میں، جو اگلے روز اخبارات میں شائع ہوا، یہ بیان دیا کہ گزشتہ ۳۰ برسوں سے سفینۃ المومنین ٹرسٹ امام بارگاہ شاہ نجف کے پاس ۹ محرم اور ۲۰ صفر کو مذہبی جلوس نکالنے کے پرمٹ ہیں، اور پروگرام کے مطابق ۱۴ اکتوبر بمطابق ۲۰ صفر کی صبح امام بارگاہ شاہ نجف سے یہ جلوس نکالا گیا، جسے منظور شدہ روٹ کے مطابق بنوری ٹاؤن کی مسجد کے سامنے سے گزرنا تھا۔ سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان کے عہدیداروں اور مدرسہ کے طلباء اس حقیقت کے باوجود کہ جلوس کے منتظمین کے پاس اس روٹ سے گزرنے کا پرمٹ ہے، یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ جلوس بنوری ٹاؤن کی مسجد کے سامنے سے گزرے۔ اپنے اس غیر قانونی مطالبے پر زور دینے اور جلوس کو اس کے منظور شدہ راستے سے گزرنے نہ دینے کے لئے بضد تھے۔

حکومت کے اس بیان کی ایک تردید تو کمشنر کراچی سردار احمد کے اس خط سے ہوتی ہے جو سوادِ اعظم نے جاری کیا ہے، لیکن دوسری جانب ۱۴ اکتوبر ہی کے اخبارات میں شائع ہونے والا تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ایک ترجمان کا بیان ہے جس میں انہوں نے کہا کہ امام بارگاہ شاہ نجف سے نکلنے والا جلوس اپنے قدیمی راستہ ہی سے برآمد ہوگا۔ ترجمان نے کہا کہ تحریک نے کراچی ڈویژن کے اجلاس میں نیو ٹاؤن مسجد کے سامنے سے گزرنے والے جلوس کے سلسلے میں قائم کئے جانے والے کمیشن کو مسترد کر دیا ہے اور اسے عزاداری کے جلوسوں کے خلاف سازش قرار دیا ہے۔ ترجمان نے الزام لگایا کہ انتظامیہ نے جلوس نکالنے کے روٹ پرمٹ جاری نہیں کئے ہیں اور اگر انتظامیہ نے اپنے جانبدارانہ رویہ میں تبدیلی نہ کی تو معاملات کی تمام تر ذمہ داری حکومت اور انتظامیہ پر عائد ہوگی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہنگامی طور پر تمام جلوس عزا کے روٹ پرمٹ جاری کئے جائیں۔

جلوس کے روٹ پرمٹ کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دونوں کے درمیان اس واضح تضاد کے علاوہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ترجمان نے یہ بھی واضح کر دیا کہ تحریک نے جلوس کے سلسلے میں قائم کئے جانے والے حکومتِ سندھ کے کمیشن کو مسترد کر دیا ہے لیکن اس کے برعکس حکومتِ سندھ کے پریس نوٹ میں کہا گیا ہے کہ "شیعہ علماء نے سپریم کورٹ اور سندھ ہائی کورٹ کے گیارہ موجودہ اور ریٹائرڈ ججوں کے نام دیئے۔ انہوں نے کمیشن کے لئے تین نام بھی دیئے جن میں سے حکومت ایک شخص کو منتخب کر سکتی تھی اور یہ ضمانت بھی دی کہ وہ کمیشن کے فیصلہ کو تسلیم کریں گے"۔ پریس نوٹ میں آگے چل کر بیان کیا گیا "لیکن سوادِ اعظم کے رہنماؤں نے ایک ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود نہ تو ججوں کے نام دیئے اور نہ ہی اپنے نمائندوں کے اور نہ ہی وہ ضمانت فراہم کی جس پر وہ پہلے رضامند ہو گئے تھے"۔

تکبیر کے نمائندے کی رائے ہے کہ "حکومت کے اس بیان کی تردید تو کمشنر کراچی (سردار احمد) کے اس خط سے ہوتی ہے جو سوادِ اعظم نے جاری کیا ہے"۔ لہٰذا ہم سابق کمشنر کے اس خط کا عکس اور اس کا اردو ترجمہ پیش کئے دیتے ہیں تاکہ صورتِ حال

سامنے آجائے۔

خط کا عکس

COMMISSIONER KARACHI

No. PA/ 5266

Dated 23rd October 1986.

The District Magistrate,
District East,
Karachi.

Sub: PROCESSIONS OF MUHARRAM AND SAFAR IN FRONT OF JAMA MASJID BINORI TOWN, KARACHI.

The sectarian tension and disturbances of 1983, 1984 led to serious rioting on 10th of Muharram in 1984. A large number of shops around Binori mosque were ransacked and set on fire causing loss of lives as well as valuable property. To avoid friction and recurrence of this nature a meeting was held under the chairmanship of Maj. Gen. Mohammad Afzal, the then DMLA Karachi and attended by DC, SSP (E), Ulema of both Sunnis and Shias including Syed Saghir Hussain Jaffery permit holder. In the meeting it was resolved that the procession which emerges from Shah Najaf Imambargah on 9th of Muharram and passes through Jamshed Road and in front of Jama Masjid Binori Town would be allowed to be taken out on the usual route. However, immediately after 10th of Muharram 1985, both the parties and Administration would sit together and revise the routes in such a way that no one feels unhappy. Should the parties fail to resolve the issue amicably the Administration shall intervene and take unilateral decision in the larger interest.

2. After withdrawal of Martial Law and transfer of Maj. Gen. Mohammad Afzal, the then DMLA, no meeting could take place due to various reasons. With the approach of the month of Muharram this year the management of Jama Masjid Binori Town and other Ulema demanded revision of the route to avoid any future trouble or violence. A delegation of Shia Ulema including Allama Razi and Saghir Husain Jaffery were requested to consider adoption of an alternate route. However, they proposed that any amendment when the processions were being taken out would disturb the equilbrium and might lead to violent/re-action. Hence it was decided that procession of 9th Muharram should be allowed on the usual route and Karachi Administration would revise it after Muharram. In the meanwhile the management of Jama Masjid Binori Town were also assured that after the month of Muharram the route

٥٤

would be altered, if both the parties fail to resolve the issue amicably.

3. On 23rd September 1986 DC East was given a mandate to negotiate with both the parties so that the issue stands resolved immediately. This matter had also been brought to the notice of Minister Religious Affairs, Government of Pakistan and of Government of Sind and Secretary Religious Affairs, Government of Pakistanabout a fortnight ago. On 5th or 6th October Mr. Saghir Hussain Jaffery was also requested to decide about the alternate route. Though he tried to settle the issue amicably but unfortunately he could not succeed. The District Administration also tried but in vain. With a view to evolve a permanent solution a delegation of Binori Mosque management called upon the Governor today and after protracted discussion it has been decided that:

i) In view of the tension created by the Muharram disturbances of Punjab this year it would be inexpedient to alter the route at this juncture. Hence the procession which emerges from Shah Najaf Imambargah and passes through Jamshed Road and Binori Mosque on 29th Safar, 1986 should be allowed as usual.

ii) The permit holders would be advised not to raise slogans which hurt the feelings of others.

iii) Processions of Muharram and Safar shall not pass through Jamshed Road in front of Binori Mosque New Town in future.

4. In view of the above decisions please ensure that the permits of Muharram and Safar processions emerging from Shah Najaf and terminating at Nishtar Park via Binori mosque and vice versa are not renewed for the same routes and the permitholders shall be given alternate routes in the larger interest.

(SYED SARDAR AHMAD)
COMMISSIONER KARACHI DIVISION

Copies to:

maqbool.org

ترجمہ:-

عنوان۔ جلوس محرم و صفر بالمقابل جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی

۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء کے فرقہ دارانہ تناؤ اور فسادات کی وجہ سے محرم کو سنگین نوعیت کے فسادات ہوئے اور بنوری مسجد کے ارد گرد بڑی تعداد میں دوکانوں کو لوٹا اور جلایا گیا جس کے نتیجے میں کئی جانوں اور قیمتی جائیداد کا نقصان ہوا۔ اس قسم کے تفرقے اور اس طرح کے اعادہ سے بچنے کے لئے اس وقت کے ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل محمد افضل کی زیر صدارت ایک میٹنگ ہوئی۔ جس میں ڈی سی اور ایس ایس پی (شرقی) کے علاوہ سُنی شیعہ علماء اور پرمٹ ہولڈر سید صغیر حسین جعفری نے شرکت کی۔ اس میٹنگ میں طے پایا کہ ۹ محرم کو امام بارگاہ شاہ نجف سے نکلنے والا جلوس جو کہ جمشید روڈ اور جامع مسجد نیو ٹاؤن کے سامنے سے گذرتا ہے اسے معمول کے مطابق راستہ سے گذرنے کی اجازت ہوگی، تاہم ۱۰ محرم ۱۹۸۵ء کے فوراً بعد فریقین اور انتظامیہ کی ایک نشست ہوگی جس میں راستہ کی تبدیلی اس طرح کی جائے گی کہ کوئی ناخوش نہ ہو۔ اگر فریقین اس مسئلہ کو صلح و آشتی کے ساتھ نہ طے کر پائے تو انتظامیہ مداخلت کرے گی اور وسیع تر مفاد میں یکطرفہ فیصلہ کرے گی۔

مارشل لاء اٹھائے جانے اور اس وقت کے ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل محمد افضل کے تبادلہ کے بعد مختلف وجوہات کی وجہ سے میٹنگ نہیں ہو سکی اس محرم کی آمد کے ساتھ ہی جامع مسجد بنوری ٹاؤن کی انتظامیہ اور دوسرے علماء نے مستقبل کی پریشانی اور تشدد سے بچنے کے لئے جلوس کے راستہ کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا۔ شیعہ علماء کے ایک وفد بشمول سید صغیر حسین جعفری اور علماء سُنی سے درخواست کی گئی کہ متبادل راستہ اختیار کرنے پر غور فرمائیں، مگر انھوں نے

[illegible] لوگوں میں [illegible] اور اس سے پہلے [illegible] جو لوگ [illegible] محرم کے [illegible] راستہ [illegible] کی اجازت [illegible] جامع مسجد بنوری [illegible] دونوں فریق [illegible] اس مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو ماہ محرم کے بعد راستہ تبدیل کر دیا جائے گا

۲۳ ستمبر ۱۹۸۶ء کو ڈپٹی کمشنر شرقی کو فریقین سے گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ موجودہ مسئلہ کو فوراً حل کیا جائے۔ یہ مسئلہ ۱۴ دن پہلے وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان، حکومت سندھ اور سیکریٹری مذہبی امور حکومت پاکستان کے علم میں بھی لایا گیا تھا۔ ۵ یا ۶ اکتوبر کو جناب صفدر حسین جعفری سے درخواست کی گئی کہ وہ متبادل راستہ کے بارے میں کچھ طے کریں، حالانکہ انھوں نے اس مسئلہ کو صلح و آشتی سے طے کرنا چاہا مگر بدقسمتی سے وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ ضلعی انتظامیہ نے بھی کوشش کی مگر بے سود۔ جامع مسجد بنوری ٹاؤن کی انتظامیہ کے ایک وفد نے ایک مستقل حل تلاش کرنے کے پیش نظر آج گورنر سے ملاقات کی اور طویل گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ۔

۱۔ اس سال پنجاب میں ہونے والے محرم کے فسادات سے پیدا ہونے والے تناؤ کے پیش نظر یہ بات خلاف مصلحت ہوگی کہ اس صورت حال میں راستہ تبدیل کیا جائے لہٰذا جلوس جو کہ امام بارگاہ شاہ نجف سے برآمد ہوتا ہے، جمشید روڈ اور بنوری مسجد سے گذرتا ہے اسے ۲۰ صفر ۱۹۸۶ء کو حسب معمول گذرنے کی اجازت ہونا چاہیئے۔

۲۔ پرمٹ ہولڈروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ ایسے نعرے نہ لگائے جائیں

جن سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوں۔

۳۔ مستقبل میں محرم اور صفر کے جلوس جمشید روڈ اور بنوری مسجد نیو ٹاؤن کے سامنے سے نہیں گذریں گے۔

۴۔ مندرجہ بالا فیصلوں کی روشنی میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ امام بارگاہ شاہ نجف سے نکلنے اور نشتر پارک میں اختتام پذیر ہونے والے محرم اور صفر کے جلوس جو براستہ بنوری مسجد جاتے ہیں اور واپس ہوتے ہیں انہیں ان راستوں کے لئے پرمٹ کی تجدید نہ کی جائے۔

دستخط

(سید سردار احمد)

کمشنر کراچی ڈویژن

آپ نے حکومت کا بیان بھی ملاحظہ فرما لیا اور سابق کمشنر کا خط بھی ہمیں یقین ہے کہ آپ کو کسی قسم کی تردید یا تضاد نظر نہیں آیا ہوگا۔

سوادِ اعظم کے رہنما بڑی شدت سے اس بات کا پروپیگنڈہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حکومت بار بار معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ماتمی جلوسوں کو ہر سال بنوری مسجد کے سامنے سے گذرنے کی اجازت دے دیتی ہے، دراصل اس پروپیگنڈے کی بنیاد یہی خط ہے۔ اس خط سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ سوادِ اعظم کے وفد نے اس وقت کے گورنر جہانداد خان پر زور ڈالا اور اس نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا، معاہدہ تو اسے قرار دیا جاتا ہے کہ جس میں تنازعے کے دونوں فریق شریک ہوں، یہ تو سوادِ اعظم کے رہنماؤں سے لسانی تعلق کی بنا پر سابق گورنر کا یکطرفہ فیصلہ تھا۔ اس فیصلہ کا خط متنازع جلوس کے پرمٹ ہولڈر اور سفینۃ المؤمنین ٹرسٹ کے منیجنگ ٹرسٹی سید صغیر حسین جعفری کو موصول

ہوا تو آپ نے فوراً ٹرسٹیز کی میٹنگ بلائی اور اتفاقِ رائے سے اِس خط کا جواب کمشنر کو دے دیا۔ ہم اِس جواب کا عکس شائع کر رہے ہیں جس سے بات بالکل صاف ہو جائے گی۔

سفینۃ المومنین ٹرسٹ

SAFINATUL MOMINEEN TRUST

IMAMBARGAH SHAHE-NAJAF,
SHAHE NAJAF ROAD, KARACHI.

The Commissioner,
K_a_r_a_c_h_i_.

Dated: <u>02ND NOV., 1986</u>

Subject: PROCESSIONS OF MUHARRAM AND SAFAR IN FRONT OF JAMA MASJID BINNORI TOWN, KARACHI :

Dear Sir,

We have received on 28-10-1986, your letter No. PA/5266, dated 23-10-1986, we would like to bring to your notice, that the affairs of Imam Bargah, Shah-e-Najaf, Martin Road are administered by a Registered Trust consisting of the prominent and respectable persons of community. The letter under reply was placed before the Trustees in its Meeting held on 28-10-1986 And it was unanimously resolved that the reply of this letter be sent.

The history of struggle of independence and the conditions after the creation of Pakistan would bear the testimony that Shia Community always played its positive Role and made valuable contribution in Building Pakistan It stands for integrity, Unity and solidarity of Pakistan. The present Government has restored the Fundamental Rights. Articles 20 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan reads as under :-

Subject to Law, public order and morality :-

(a) Every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion; and

(b) Every religious denomination and every sect there of shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions. The constitutions had provided guarantee and safeguard to various Sects of Islam to profess and practice religion in accordance with their Faith This Constitutional Guarantee can not be taken away by the local administration as well as the Provincial Government. We would like to impress upon you that the question of Revision of the usual Routs of the Main Procession concerns the entire SHIA COMMUNITY. And no one is competent to take decision in this matter except the community as a whole. Moreover, it is the defined Policy of the Federal Government; that the status-quo should be maintained in respect of all the Processions large or small.

I

It is also necessary to put the record straight :-

1) The alleged disturbances on 10 MUHARRAM, 1984 have no concern with the Imam Bargah Shah-e-Najaf, Martin Road. Because no procession is taken out from Imam Bargah, Shah-e-Najaf on 10 Muharram, which passes in front of Binnori Mosque. The shops or any after Property of Binnori Mosque was not damaged of all.

2) It was not resolved in the meeting held under the Chairmanship of Major General Muhammad Afzal the then D.M.L. Karachi that after 10 Muharram, 85 both the parties and administration would sit together to revise the routy However, it was decided that both the parties should sit together to evolve the mathods to promote hormoney, affection and mutual understandi-ng after 10 Muharram in order to maintain Peace and Treanquility (Iran quality). It is also not decided that the administration shall intervane and take unilateral decision in this behalf in the larger interest. The Minutes of this Meeting were never circulated or every finished to any body.

1) It is not a fact that Allam Rasi or Saghir Hussain Jafry or any member of the delegation of Shai Community ever agreed to the Revision of Route in any meeting with Karachi Administration. If any assurance was given by the Karachi Administration to the Management of Jama Masjid Binnori Town we have to no knowledge of the same. Likewise on 5th and 6th October, Mr. Saghir Hussain Jafry had no discussion regarding the Revision of Route. It was in fact proposed that he should contact the Management of Binnori Town to discuss measures to maintain healthy atmosphere during procession. And accordingly he Had contacted them twice.

Until the receipt of the letter under reply, we had no knowledge about the meeting of a delegation of Binnori Mosque Management with the Governor and the decisions taken thereof. The decision taken with meeting that the procession of 9th Muharram and 20th Safar will not pass through Jamshed Road in front of Binnori Mosque, New Town in future is arbitrary, unilateral and for the reasons :-

1) That the Moharram and Safar processions are taken out from Imam Bargah, Shah-e-Najaf, Martin Road, since 1948. They are the oldest procession of Karachi.

2) Binnori Mosque was constructed in the year, 1957.

3) And from 1957, the Management of Binnori Mosque did not raise any objection that the Procession should not pass in front of Binnori Mosque.

4) In 1984, the Management of Binnori Mosque took undue advantage of the alleged disturbances of 10 Muharram. They were not at all affected by the said disturbances. Moreover, it was not the procession of Imam Bargah of Shah-e-Najaf, Martin Road. The shops and any part of Mosque was not damaged at all.

5) The Management of Binnori Mosque cannot substantiate that since 1948 to 1986 any disturbances ever took place in the procession of 9th Muharram or

Contd....P/3

or 20 Safar, which passing in front of Binnori Mosque. On the contrary the Karachi Administration and the Management of Binnori Mosque always praised for passing the Procession peacefully in front of Binnori Mosque. Similarly No objectionable slogans were ever raised in the procession hurting the feelings of others.

6) No reasonable ground exists justifying that the procession of Imam Hussain (A.S.) should not pass in ffont of Binnori Mosque. If this precedence is established it will give rise to unending problems the law enforcing Agencies, in future. Because in Karachi hardly there is any route where the Mosques are not found and through which the procession passes. Therefore, in the larger interest of such objections should not be entertained by the Karachi Administration.

7) The constitutions had provided guarantee to observe religious ceremonies according to their Faith, which should not be infringed by the Local Administration or Provincial Government.

8) The revision of Route is bound to create resentment and dissatisfaction which may lead to disturbances causing law and order situation.

9) It appears that the correct position and real facts were not placed before the Governor and if the real facts were brought to his notice, he would not taken the said unilateral decision.

In view of what has been stated hereinabove, the Revision of Route of 9th Muharram and 20 Safar is unjustified and should be withdrawn and the permits of the Procession with held sofar may be issued, so that the processions of 9th Muharramul Haram and 20th Safar may pass through usual Routes i.e. via Jamshed Road, in from the Binnori Mosque.

For SAFINATUL MOMINEEN TRUST.

Copy to :-

1) The President of Pakistan, Islamabad.
2) The Prime Minister of Pakistan, Islamabad.
3) The Minister of Religious Affairs, Islamabad.
4) The Military Secretary to Governor Sind, Karachi.

خاص حصّوں کا ترجمہ

ریکارڈ کو درست رکھنے کے لئے :

۱۔ ۱۰ محرم ۱۹۸۴ء کے مبیّنہ ہنگاموں کا امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ سے نکلنے والے جلوس سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ دس محرم کو ایسا کوئی جلوس امام بارگاہ شاہ نجف سے نہیں نکالا جاتا جو بنوری مسجد کے سامنے سے گذرتا ہو۔

۲۔ اِس وقت کے ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل محمد افضل کی زیرِ صدارت ہونے والی میٹنگ میں یہ طے نہیں پایا تھا کہ ۱۰ محرم ۱۹۸۵ء کے بعد فریقین ایک ساتھ بیٹھ کر راستہ پر نظر ثانی کریں گے بلکہ یہ طے ہوا تھا کہ ۱۰ محرم کے بعد محبت، ہم آہنگی اور باہمی یگانگت کے فروغ کے لئے ایک ساتھ بیٹھنا چاہیئے تاکہ امن و امان برقرار رہے، اور یہ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ انتظامیہ مداخلت کرے گی اور وسیع تر مفاد میں یکطرفہ فیصلہ کرے گی۔ اِس میٹنگ کے منٹس نہ تو کبھی جاری کئے گئے اور نہ ہی کسی شخص کو فراہم کئے گئے۔

۳۔ یہ درست نہیں ہے کہ کراچی انتظامیہ کے ساتھ کسی میٹنگ میں علامہ رضی یا صغیر جعفری یا شیعہ فرقہ کے وفد کا کوئی ممبر راستہ پر نظر ثانی کے لئے کبھی راضی ہوا تھا اگر کراچی ایڈمنسٹریشن نے جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن کی انتظامیہ کو کوئی یقین دہانی کرائی تھی تو ہمیں اِس کی کوئی اطلاع نہیں ہے اور نہ ہی ہم پر اس کی پابندی عائد ہوتی ہے اسی طرح سے ۵ اور ۶ اکتوبر کو راستہ پر نظر ثانی کے لئے کوئی گفتگو نہیں ہوئی، ہمیں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ مسجد بنوری ٹاؤن کی انتظامیہ سے جلوس کے دوران قاعدہ و قانون کو برقرار رکھنے کے اقدامات کے لئے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔

۴ :۔ اِس خط کے موصول ہونے تک کہ جس کا جواب دیا جا رہا ہے ہمیں

بنوری مسجد کی انتظامیہ کے وفد اور گورنر کی ملاقات نیز ان فیصلوں کے بارے میں کہ جو اس میٹنگ میں کئے گئے کوئی علم نہیں ہے، ہم اسے تسلیم نہیں کرتے اور ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہ فیصلہ کہ مستقبل میں محرم اور صفر کا جلوس جمشید روڈ بنوری مسجد کے سامنے سے نہیں گزرے گا۔ ذاتی، یکطرفہ اور غیر منصفانہ ہے اور ذیل کی بنیادوں پر دوسرے اس کے پابند نہیں ہیں۔

۱۔ محرم اور صفر کے جلوس ۱۹۴۷ء سے امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ سے نکلتے ہیں اور یہ قدیم ترین جلوس ہیں۔

۲۔ بنوری مسجد ۱۹۵۷ء میں تعمیر کی گئی تھی۔

۳۔ ۱۹۵۷ء سے بنوری مسجد کی انتظامیہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ بنوری مسجد کے سامنے سے جلوس نہیں نکلے گا۔

۴۔ ۱۹۸۴ء میں بنوری مسجد کی انتظامیہ نے ۱۰ محرم کے مبینہ فسادات کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ مذکورہ فسادات سے وہ قطعاً متاثر نہیں ہوئے۔ مزید برآں وہ امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کا جلوس نہیں تھا۔ دوکانوں اور مسجد کے کسی حصہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔

۵۔ بنوری مسجد کی انتظامیہ ریکارڈ سے یہ ثابت نہیں کر سکتی کہ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۸۶ء تک ۹ محرم اور ۲۰ صفر کے جلوس بنوری مسجد سے گذرتے ہوئے کسی فساد کا باعث نہیں بنے اس کے برخلاف کراچی کی انتظامیہ اور بنوری مسجد کی انتظامیہ نے جلوس کے پر امن طور پر بنوری مسجد کے سامنے سے گذرنے پر تعریف کی ہے جلوس میں کبھی قابلِ اعتراض نعرے نہیں لگائے گئے کہ جن سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوں۔

۶۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا جلوس مسجد کے سامنے

سے کیوں نہیں گذرنا چاہیئے اگر یہ نظیر بنادی گئی تو یہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لئے ختم نہ ہونے والے مسائل میں اضافہ کردے گی، کیونکہ مشکل ہی سے کوئی ایسا راستہ ہوگا کہ جدھر سے جلوس گذرے اور راستہ میں مسجد موجود نہ ہو لہذا قاعدہ و قانون کے مفاد میں کراچی کی انتظامیہ کو ایسے اعتراضات پر توجہ نہیں دینا چاہیئے۔

۷۔ اس بات کو آئینی ضمانت حاصل ہے کہ ہر فرقہ اپنی مذہبی رسومات ادا کرے، مقامی انتظامیہ کو اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہیئے۔

۸۔ راستہ کی تبدیلی سے بے چینی پیدا ہونا لازمی ہے جو کہ قاعدے و قانون کے مسئلہ کا سبب بن سکتی ہے۔

جو کچھ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اس کے پیش نظر ۹ محرم اور ۲۰ صفر کے راستہ کی تبدیلی غیر منصفانہ ہوگی۔ اس فیصلہ کو واپس لینا چاہیئے اور حسب معمول پرمٹ کی تجدید اور اجراء ہونا چاہیئے تاکہ ۹ محرم اور ۲۰ صفر کے جلوس معمول کے راستہ یعنی جمشید روڈ سے بنوری مسجد کے سامنے سے ہو کر گذر سکیں۔

شکریہ

دستخط

(سید صغیر حسین جعفری - ایڈوکیٹ)

کمشنر کراچی کے خط اور جناب صغیر حسین جعفری کے جواب سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس خط سے حکومت کے اس بیان کی (کہ جس کا حوالہ تکبیر کے نمائندے نے دیا ہے) کسی پہلو سے تردید نہیں ہوتی، بلکہ یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سابق گورنر سندھ جہاں داد خان نے جلوس کا راستہ تبدیل کرنے کے لئے کچھ جواز پیدا کرنا چاہا لہذا کمشنر کراچی (سابق) نے کچھ باتیں توڑ مروڑ کے اپنے خط میں شامل کردیں تاکہ

پختون گورنر کا مقصد پورا ہوجائے ان میں سب سے اہم بات دس محرم ۱۹۸۴ء کے فسادات کے بارے میں غلط بیانی ہے جس کی نشاندہی جناب صغیر حسین جعفری نے بھی کی ہے مگر ہم ان فسادات کی مزید وضاحت کریں گے تاکہ اس وقت کے کمشنر کی مکاری اور شیعہ دشمنی واضح ہوجائے۔

یہ ریکارڈ سے ثابت ہے کہ دس محرم کو کوئی ایسا جلوس امام بارگاہ شاہ نجف سے نہیں نکلتا کہ جو بنوری مسجد کے سامنے سے گذرتا ہو مگر سابق کمشنر نے بڑی مکاری سے ۱۰ محرم ۱۹۸۴ء کے فسادات کا حوالہ اس انداز سے دیا ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فسادات بنوری ٹاؤن کے سامنے سے گذرنے والے جلوس کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ بنوری ٹاؤن کی مسجد کے ارد گرد کی دو کانیں جلنے کا تذکرہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

صحیح صورتِ حال یہ ہے کہ ۱۹۸۳ء کی فروری، مارچ اور اپریل میں شیعوں کی جائیداد اور عبادت گاہوں کو سینکڑوں کی تعداد میں لوٹا اور جلایا گیا پھر ۱۹۸۳ء کا محرم آیا اور امن سے گذر گیا مگر ۱۹۸۴ء میں ایک بار پھر حسن کالونی سے لیاقت آباد آنے والے جلوس پر حملہ کیا گیا اور C-1 ایریا کی امام بارگاہ کو گھیر لیا گیا اور عزادار محصور ہو گئے۔ دونوں طرف سے فائرنگ کا تبادلہ ہوتا رہا۔ یہ تمام اطلاعات اس اطلاع کے ساتھ کہ کوئی امام بارگاہ نذرِ آتش کردی گئی ہے دس محرم کے مرکزی جلوس میں پہنچ گئیں کہ جو ابھی پرانی نمائش ہی پر تھا۔ اہلِ جلوس کا مشتعل ہونا قدرتی بات تھی، چنانچہ مرکزی جلوس سے کئی ہزار افراد نے لیاقت آباد کا رُخ کیا مگر تین ہٹی کے پل پر پولیس نے راستہ روک رکھا تھا جب شیعہ حضرات لیاقت آباد میں اپنے بھائیوں کی مدد کو نہ پہنچ سکے تو واپس آنے لگے۔ واپسی میں کچھ لوگوں نے دوکانیں اور پیٹرول پمپ نذرِ آتش کرنا شروع کردیئے اور یہ سلسلہ تین ہٹی سے لے

کر گرومندر کی دکانوں تک پھیل گیا۔ گرومندر کے علاقہ کی جو آخری دکان جلی تھی اس کا فاصلہ بھی بنوری مسجد سے دور ہے ۔ کمشنر کراچی نے ان فسادات سے فائدہ اٹھانے کے لئے انھیں غلط رنگ دے دیا۔

"حکومت سندھ کا پریس نوٹ کتنا سچ۔ کتنا جھوٹ" کے عنوانات کے تحت نمائندہ تکبیر نے دوسرا حوالہ تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے ایک بیان کا حوالہ دیا ہے کہ جس سے (بقول نمائندہ تکبیر) حکومت سندھ کے پریس نوٹ کی روٹ پرمٹ کے متعلق دعوے کی تردید ہوتی ہے۔ نمائندہ تکبیر کے مطابق تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا یہ بیان ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء یعنی چہلم کے دن اخبارات میں چھپا تھا، ہم نے ۱۴ اکتوبر کا "خبک" چھان مارا۔ ہمیں کہیں بھی تحریک کا ایسا بیان نہیں ملا کہ جس میں جلوس کا پرمٹ ملنے یا نہ ملنے کا تذکرہ ہو۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سندھ کے پولیٹیکل سیکریٹری مولانا حسن ترابی نے بھی تحریک سے منسوب اس بیان کی تردید کی ہے۔ اب ہم ۲۰ صفر ۱۴۰۳ھ کے جلوس کے پرمٹ کا عکس پیش کرتے ہیں تاکہ کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہ جائے۔ پرمٹ پر تاریخ اجراء صاف اور واضح طور پر درج ہے۔

OFFICE OF THE ... SUPERINTENDENT OF POLICE DISTRICT EAST KARACHI.
NO. .../87 ... dated ...

FORM NO. 21/22(1)

LICENCE NO. XXI (1) X/87. 2-30 DATED 6/10/87

WHEREAS Syed ... Hussain Jaffari

have applied for licence under section 5 Act V 1961 the following licence is granted.

LICENCE FOR Chelum

ON THE OCCASION OF 20 Saffar (14-Oct-1987) ...

ON ____ U/S Act V o. 1961 Police Act.

1. NAME AND DESCRIPTIONS OF THE LICENCE. Syed Sagier Hussain Jaffari Imam Bargah Shah Najaf

2. PERIOD FOR WHICH THE LICENCE IS GRANTED. 20 SAFFAR.

3. PLACE OF AREA FOR WHICH TO THE LICENCE IS GRANTED. Imam Bargah Shah Najaf

4. PLACE AND TIME OF COMMENCEMENT Imam Bargah Shah Najaf at ...

5. PLACE AND TIME OF CONCLUSION. From Imam Bargah Shah Najaf. To Kharadar Jamia Hall

6. ROUTE TO BE FOLLOWED TO BE GIVEN IN DETAIL. Imam Bargah Shah Najaf Clayton Road, Patel Para, M.A. Jinnah Road, Saddar, ... Road To Kharadar

7. PLACE & PERIOD OF HALTS IF ANY

8. KIND OF MUSIC ALLOWED AND THE PLACE IF ANY WHERE IT WOULD NOT BE PLAYED. —

9. OFFICE INCHARGE OF THE PROCESSION SHO CONCERNED.

GUL REHMAN KHAN
Inspector
SHO, Jamshid Qtrs. P.S.
Karachi.

SUPDT OF POLICE
DISTT EAST KARACHI.

Copy forwarded to the ... information and necessary act

1. The SHO ...
2. The SDPO ... applicant through SHO Concern
3. The SSP ... The Deputy Commissioner Karachi East

اسی عنوان کے تحت آخری بات یہ کہی گئی ہے کہ تحریک فقہ جعفریہ کے نمائندے نے حکومتِ پاکستان کی طرف سے کمیشن کے قیام کی تجویز مسترد کردی تھی (حوالہ دہی ۱۴ اکتوبر کے اخبارات کا ہے) لہٰذا حکومت سندھ کا پریس نوٹ غلط ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ "شیعہ علماء نے سپریم کورٹ اور سندھ ہائیکورٹ کے گیارہ موجودہ اور ریٹائرڈ ججوں کے نام دیئے ہیں اور کمیشن کو تسلیم کرلیا ہے جب کہ سوادِ اعظم کے رہنماؤں نے ایک ماہ کا عرصہ گذرنے کے باوجود نہ تو ججوں کے نام دیئے اور نہ ہی اپنے نمائندوں کے۔"

ہم اس سلسلہ میں یہ عرض کریں گے کہ جہاں تک تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا تعلق ہے تو اس نے دس محرم کو تبت سینٹر بندر روڈ کے قریب ہونے والی نماز کے بعد اہلِ جلوس اور اس میں شریک لوگوں سے ایک قرارداد کمیشن کے قیام کے خلاف پاس کرائی تھی مگر یہ خبر ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو (جیسا کہ نمائندۂ تکبیر کا کہنا ہے) شائع نہیں ہوئی بلکہ کچھ دن بعد اخبارات میں آئی۔ اس نمائندہ نے محض تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی قرارداد کے متن کی اشاعت کی بنیاد پر حکومت سندھ کے پریس نوٹ کو جھٹلا دیا۔ مزید تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حالانکہ ۲۳ ستمبر کے اخبارات کے مطابق سفینۃ المؤمنین ٹرسٹ کی جانب سے کمیشن کے قیام کے فیصلہ کو سراہا گیا تھا اور اسے ایک مثبت قدم قرار دیا گیا تھا، جب کہ اس پر سوادِ اعظم کا ردِعمل گول مول سا تھا

سفینۃ المؤمنین ٹرسٹ نے کمیشن کے قیام کے لئے حکومت سندھ سے تعاون کرتے ہوئے وقتِ معینہ میں نامزدگی کے لئے بعض نام پیش کردیئے تھے چنانچہ حکومت سندھ نے اسی حقیقت کی بناء پر اپنے پریس نوٹ میں کمیشن کے لئے شیعہ حمایت کا تذکرہ کیا تھا۔ واضح رہے کہ سفینۃ المؤمنین ٹرسٹ ہی کی طرف سے یہ جلوس نکلتے ہیں کہ جنہیں

متنازع بنا دیا گیا۔

آخری گذارش

ہمارے ملک میں مارشل لا رنے کبھی جمہوریت کو پنپنے کا موقع نہیں دیا ویسے بھی مسلمان کا مزاج جمہوریت سے کم ہی مطابقت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ اب ایک نیا فتنہ مذہب کے نام پر پیدا کیا جا رہا ہے اور مذہبی فتنہ گر بعض عرب ممالک خصوصاً سعودی عرب کے اشاروں پر ایک کھیل کھیل رہے ہیں۔ ہماری ان سے یہ گذارش ہے

یہ زہر خند ستم ہے نہ زہر خند کرو
یہ کھیل ہار چکے ہو یہ کھیل بند کرو

۱۹۸۳ء میں تمہارا یہ کھیل رنگ لایا مگر اس وقت مارشل لا حکومت تمہاری سرپرست تھی۔ یہ تمہاری ایک وقتی اور ظاہری کامیابی تھی ورنہ حقیقتاً تو یہ کھیل تم اسی وقت ہار چکے تھے کیونکہ تھوڑے ہی عرصے بعد لوگ تمہیں پہچاننے لگے اور اب تو اچھی طرح سے پہچان گئے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ تم نے ۱۹۸۳ء کے فسادات کی تاریخ کو دوہرانا چاہا اور تمام جتن پورے کر کے دیکھ لئے مگر کامیاب نہیں ہو سکے۔ ہمارا یہ مشورہ ہے کہ اگر تم یہ کھیل کھیلنا ہی چاہتے ہو تو اس کے لئے صوبہ سرحد میں میدان تلاش کرو۔ وہ تو تمہارا اپنا صوبہ ہے وہاں کے لوگ تمہارے مزاج آشنا ہیں اور تم ان کے۔ تم کلاشنکوف لے کر بڑھو گے تو وہ بھی کلاشنکوف ہی سے تمہارا استقبال کریں گے۔

یاد رکھو کہ یہ سندھ کی سرزمین شاہ عبداللطیفؒ بھٹائی کی سرزمین ہے یہ سچل سرمست کی سرزمین ہے۔ یہ لعل شہباز قلندر کی سرزمین ہے جنھوں نے محبت کا درس

دیا ہے اور محبت ہی سے لوگوں کے دل جیتے ہیں اور کبھی مذہب کے نام پر کسی کا خون نہیں بہایا۔ یہاں کے لوگ اِن سے محبت کرتے ہیں انھیں اپنا قومی ہیرو سمجھتے ہیں ان کی درگاہوں پر قدم بوسی کے لئے شیعہ بھی حاضر ہوتے ہیں اور سُنی بھی۔ تم اس پیار کی سرزمین پر نفرت کا بیج بونا چاہتے ہو، مگر کامیاب نہیں ہو گے لہٰذا وہیں چلے جاؤ جہاں سے آئے ہو اور وہاں جاکر نفرت کا بیج بوؤ شاید کامیاب ہو جاؤ مگر ہمارا خیال ہے کہ تم وہاں بھی کامیاب نہیں ہو سکو گے کیونکہ پہلے بھی وہاں سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل جیسے مذہبی جنونی آئے اور شرک و بدعت کو مٹانے کے نام پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے ان مظالم کا شکار ہونے والے کوئی غیر نہ تھے انہی کے سنی مسلمان بھائی تھے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمانوں کو کٹوا کر خود بھی تہہ تیغ ہوئے اور بالاکوٹ کا مقام آج بھی لوگوں کے لئے درسِ عبرت بنا ہوا ہے۔

تمہارا سارا کاروبار جھوٹ پر چل رہا ہے تم طرح طرح سے شیعوں کے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہو، تم ہر وقت یہی گھسا پٹا راگ الاپتے رہتے ہو کہ شیعہ کا کلمہ جُدا، ان کی اذان جُدا، ان کی نماز جُدا اور اِن کا قرآن جدا۔ لہٰذا یہ کافر ہیں، مگر لوگ اب اِن باتوں میں آنے والے نہیں ہیں اور اگر کہیں انہوں نے پلٹ کر تم سے یہ سیدھا سا سوال کر لیا کہ بتاؤ اگر یہ سب سچ ہے تو تم نے قادیانیوں سے پہلے ان کی خبر کیوں نہیں لی —— قادیانی تو صرف ختمِ نبوت کے منکر ہیں لیکن تمہارے بقول ان کی تو ہر بات مسلمانوں سے جدا ہے تو پھر تم نے انہیں کافر قرار دیئے جانے کی تحریک کیوں نہیں چلائی اور جب تم قادیانیوں کے خلاف تحریک چلا رہے تھے تو اس وقت شیعہ تمہارے شانہ بشانہ کیوں نظر آ رہے تھے۔ اس وقت تم نے شیعوں سے یہ کیوں نہیں کہا کہ ہٹ جاؤ تم تو خود قادیانیوں سے بڑے کافر ہو —— یقیناً تم اِن باتوں کا جواب نہیں دے

سکو گے اور تمہارا یہ جھوٹ اور واضح ہو جائے گا کہ شیعہ کی ہر بات جدا ہے۔

تم ماتمی جلوسوں کے خلاف عوام کے جذبات ابھارنے کی مسلسل کوشش کرتے رہتے ہو۔ ماتم گساروں کے بے ضرر جلوسوں کو "تخریب کار جلوس" کہتے ہو۔ ان میں آلِ محمدؐ پر ہونے والے مظالم کا تذکرہ ہوتا ہے اور تم کہتے ہو تبرّا ہوتا ہے، صحابہ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ تمہارے بقول ان جلوسوں کیوجہ سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

ہم ان تمام باتوں کا جواب تفصیل سے دے چکے ہیں، یہاں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ جس کا دل چاہے ماضی کے فسادات کی تحقیقات بشرطِ ایمانداری کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جب بھی شیعوں کی طرف سے تشدد ہوتا ہے تو ردِعمل کے طور پر ہوتا ہے اور اگر کبھی انتظامیہ فسادیوں کے خلاف بروقت اور مناسب کارروائی عمل میں لے آئی تو پھر کوئی خاص ردِعمل بھی نہیں ہوا۔

صرف ایک بات ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے بعض معقول اور غیر متعصب لوگ بھی ماتمی جلوسوں سے بیزار نظر آتے ہیں اور یہ بات جلوس کی وجہ سے راستے بند ہونے کی ہے جس کی وجہ سے دُور دراز کے متبادل راستے اختیار کرنا پڑتے ہیں اور گھنٹوں ٹریفک جام رہتا ہے اس صورتِ حال کی وجہ سے لوگوں کو جو پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اس سے انکار تو ہو ہی نہیں سکتا مگر سوال یہ ہے کہ اس کا اصل ذمہ دار کون ہے؟ اگر اس صورتِ حال کا ایمانداری سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کے اصل ذمہ دار وہ مولوی ہیں کہ جن کا مسلک فی سبیل اللہ فساد ہے یا پھر بعض غیر ذمہ دار اور بے حس قسم کے پولیس افسران ہیں۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ کراچی میں مرکزی جلوس جو جہانگیر پارک صدر سے برآمد ہوا کرتے تھے، بندر روڈ سے اس طرح گذرتے کہ ایک طرف ٹریفک ہوتا اور دوسری طرف جلوس، اور یہ سلسلہ قیامِ پاکستان کے بعد سے کئی سال تک جاری رہا مگر

اب صورتِ حال یہ ہے کہ ایک چھوٹے سے جلوس کے لئے بھی پوری سڑک بند کرنا پڑتی ہے اور اس سال امام حسنؑ کے جلوس کے لئے میلوں کا علاقہ بند کرنا پڑا (تفصیل گذر چکی ہے)

جلوس نکالنا ہر شہری کا حق ہے اور جلوس کو پُرامن طور سے گذارنا انتظامیہ کا فرض ہے اور انتظامیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ جلوس کے حق کا تحفظ کرتے وقت دوسرے شہریوں کے حقوق کا بھی خیال رکھے۔

ہمارے ہاں کی موجودہ صورتِ حال اس بات کی متقاضی ہے کہ انتظامیہ ایسی حکمتِ عملی وضع کرے کہ ماتمی جلوسوں کو لاحق خطرات دُور ہو جائیں اور ایسی پرامن فضا قائم ہو جائے کہ انتظامیہ کو کم سے کم راستہ روکنے کی ضرورت پڑے یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ پولیس جلوس برآمد ہونے سے گھنٹوں پہلے راستہ روک دیتی ہے اور اس طرح سے جلوس گذر جانے کے بعد بھی بلاضرورت راستہ بند رہتا ہے، حالانکہ کومنیکیشن کی جدید سہولتیں مہیا ہونے کے سبب یہ کام صرف چند منٹ پہلے ہو جاتے تو کافی ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ کبھی کسی جلوس میں ہلکی سی جھڑپ ہوگئی تو یہ تعین مشکل ہو گا تھا کہ پہل کس نے کی مگر اب صورتِ حال قطعی مختلف ہے۔ کھلے عام ماتمی جلوسوں کے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکائے جاتے ہیں۔ اشتعال انگیز پوسٹر چسپاں کئے جاتے ہیں پمفلٹ نکالے جاتے ہیں یہ کیفیت تو عام جلوسوں کے بارے میں ہے مگر بنوری مسجد کے سامنے سے گذرنے والے جلوسوں کو زبردستی روکنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ستم ظریفی یہ ہے کہ سوگوارانِ حسینؑ کے بے ضرر جلوسوں کو روکنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے، کہ یہ تخریب کار جلوس ہیں اور ان میں صحابہ کرام پر تبرّا کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ تو سوادِ اعظم کے مولویوں نے چہلم کے جلوس کو روکنے کے لئے زبردست ہنگامہ کیا جس کے

نتیجے میں ایک لڑکا ہلاک اور پولیس والوں سمیت بہت سے افراد زخمی ہوئے، چنانچہ سوادِ اعظم اہلسنت کے مولانا اسفندیار اور مفتی احمد الرحمٰن سمیت کئی مولوی قتل اور اقدامِ قتل کے علاوہ کئی دفعات کے تحت گرفتار کر لئے گئے تو اب سوادِ اعظم والے ایک نئی فتنہ گری میں مصروف ہیں اور اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں اب وہ اپنے اعلان شدہ پروگرام کے مطابق ۳۱۳ افرادِ پر مشتمل کئی کفن پوش جلوس نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ ۳۱۳ کی تعداد مجاہدینِ بدر کی نسبت سے رکھی گئی ہے حالانکہ ان کا دلی تعلق ابوسفیان سے ہے۔ اس حرکت سے ان کا مقصد صرف عام مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے ہتھکنڈوں سے سب اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ عوام کی نظر میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء کے عام انتخابات میں سوادِ اعظم اہلسنت کے صدر مولانا سلیم اللہ اور جنرل سیکریٹری مولانا اسفندیار اپنے اپنے مخصوص علاقوں سے الیکشن لڑے اور ہار گئے۔ حالیہ بلدیاتی انتخابات میں وزیر بلدیات جناب مجاہد بلوچ کے بیان کے مطابق چاروں زونل کمیٹیوں میں سے ان کا صرف ایک نمائندہ کامیاب ہو سکا۔ دراصل ان کی اصل افرادی طاقت ان کے مدرسوں کے طلبہ اور ان کے بعض ہم زبان لوگ ہیں انھیں دیوبندی، وہابی اور جماعتِ اسلامی کی کچھ ہمدردیاں بھی حاصل ہیں۔

ہماری عوام سے صرف اتنی گذارش ہے کہ جب بھی یہ فتنہ پرور لوگ بنوری مسجد کے سامنے سے گذرنے والے ماتمی جلوسوں کے مسئلہ کو اپنا مخصوص رنگ دے کر آپ کے سامنے پیش کریں تو انھیں بتا دیں کہ ہم اس مسئلہ کا اصل رنگ جان گئے ہیں اور اگر اپنے ہم مسلک لوگوں سے کہیں کہ ماتمی جلوس نکالنا شرک و بدعت ہے اور شرک و بدعت کو روکنا نہی عن المنکر اور امر بالمعروف

کے تحت ہم پر فرض ہے تو وہ ان سے پوچھیں کہ اگر آپ اس فرض کی ادائیگی میں مخلص ہیں تو آپ نے اِس کارِ خیر کو صرف شیعہ فرقہ کے عقائد و اعمال تک کیوں محدود رکھا ہے جب کہ ان سے کوئی انسانی مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ معاشرتی برائیوں کی طرف توجہ کیوں نہیں فرماتے؟ آپ نے کبھی ہیروئن کی سابق بین الاقوامی منڈی کی طرف رخ کیوں نہیں کیا؟ کیا آپ نے کبھی ہیروئن کے اثر سے سوجھے ہوئے چہرے اور انتہائی گندہ و لاغر جسم نہیں دیکھے؟ کیا آپ کو کبھی ہیروئن کے عادی نوجوان کی ماں کے دُکھ کا احساس نہیں ہوا کاش کہ کبھی آپ ۳۱۳ مولویوں کو بغیر کفن ہی کے سہراب گوٹھ لے جاتے اور وہاں کوئی تشدد بھی نہ کرتے۔ صرف گردن جھکا کر دن بھر بیٹھے اور کہتے کہ کم از کم ہم اپنی موجودگی میں تو ہیروئن نہیں بکنے دیں گے، اگر آپ اِن منشیات فروشوں کے خلاف جمعہ کے خطبات میں تقریریں کرتے اور دوسرے ذرائع سے رائے عامہ ہموار کرتے تو یقیناً آپ معاشرے کو اس عفریت سے نجات دلا دیتے مگر آپ کے نزدیک تو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے کہ فرقہ وارانہ عقائد پر بات کرو۔ آپ اِس جھمیلے میں کیوں پڑتے! ہمیں نہیں معلوم کہ آپ اس کے جواب میں کیا فرمائیں گے مگر وزیرِ اعلیٰ سندھ سید غوث علی شاہ کے ایک بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان ہیروئن فروشوں کے سرپرست بنے رہے ہیں۔ وزیرِ اعلیٰ کا یہ بیان دو مرتبہ اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ ہم دسمبر ۱۹۸۷ء کے اخبار "جنگ" میں چھپنے والے بیان کا تراشہ قارئین کی نظر کرتے ہیں

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ مارشل لا کے دوران بھی سے کا عمل نہیں تھا اس دوران سہراب گوٹھ ہیروئن کے اسمگلروں کا بھاری اڈہ بن گیا تھا جب یہ اڈہ عنفوان شباب پر تھا تو مجھے اطلاع ملی میں نے اس اڈے کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مارشل لا کے دور میں بھی ایک گورنر نے یہ اڈہ ختم کرنے کا ارادہ کیا تو سہراب گوٹھ کی مافیا نے شیعہ سنی فساد کرا دیا۔"

اب ہم آخر میں سوادِ اعظم اہلسنت کے مولویوں سے صرف اتنا عرض کرینگے کہ خدارا اپنی توانیاں معاشرتی برائیوں کو دُور کرنے میں صرف کریں۔ شیعوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ وہ صدیوں سے نواسۂ رسولؐ کا سوگ اپنے مخصوص انداز سے مناتے چلے آرہے ہیں اگر آپ کے دل میں یزیدؑ کے لئے کوئی نرم گوشہ ہے اور اس لئے آپ کو اچھا نہیں لگتا کہ شہادت حسینؑ کا تذکرہ برسرِ عام کیا جائے تو آپ کے اِس اچھا نہ لگنے کی وجہ سے رسولؐ کی آل پر ہونے والے مظالم کو کیسے فراموش کیا جا سکتا ہے۔ ایک عالی نسب کنبہ کی اسیری اور دربدری کو کیسے بھولا جا سکتا ہے۔ آپ کو وہ یزید مبارک ہو کہ جس کے باپ، دادا اور (امیر حمزہؓ کا جگر چبانے والی) دادی کو رسول اللہؐ نے آبرومندانہ زندگی عطا کی اور اس بدترین خلائق نے اِسی رسولؐ کی ناموس کو سربرہنہ اپنے دربار میں گھنٹوں کھڑا رکھا۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ہمیشہ قائم رہے تو ذکرِ حسینؑ کی مخالفت نہ کیجیے۔ ماضی سے سبق لیجیے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی چیخ و پکار سے یہ شورِ ماتم رک جائے گا اور ظلم کے خلاف اٹھنے والی آوازیں خاموش ہو جائیں گی تو یہ آپ کی ایسی بھول ہو گی کہ جسے آنے والی نسلیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔

جتنا شعارِ محتسب دشوار تر ہوگیا
اتنا ہی ذکرِ خونِ ناحق مشتہر ہوتا گیا

(مصطفٰے زیدی)

maablib.org

پیغامات

۷۸۸۴۸

OFFICE OF THE MEMBER ADVERSORY COMMITTEE
PUNCHAYAT NUMBER 60
... ROAD KARACHI

Tel. [illegible]
Res. [illegible]

ABRAR MOHIUDDIN AHMED
M.A. ...
JUSTICE OF PEACE
CHAIRMAN LAND CONTROL COMMITTEE
EX-COUNCILLOR
CHAIRMAN
PUNCHAYAT NO. 60
CHAIRMAN
FAMILY ORDINANCE COURT
CHAIRMAN
RECONCILIATION COURT

Ref.
Dated 20/10/

تصدیق نامہ

مجھے عرصہ بائیس سال سے اس علاقہ کی نمائندگی کا شرف حاصل ہے۔ بلدیاتی کونسلر ... علاقہ کی کئی ذمہ دار حیثیتوں سے اپنے علاقہ کی خدمت کرتا رہا ہوں۔ امن و امان کی خاطر امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ سے نکلنے والے ماتمی جلوسوں میں شریک رہا ہوں۔ میں نے اس جلوس میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی کہ جس کی بنیاد پر کوئی اس جلوس کو روکنے کیلئے ہنگامہ آرائی پر اتر آئے۔

یہ جلوس ہمیشہ سے بڑا پر امن جاتا تھا مگر جب سے چند شرپسند حضرات نے اسے روکنے کا مطالبہ کرنا شروع کیا ہے ایک ہنگامی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

اس سال بھی میں ۹ محرم اور چہلم کے جلوس میں موجود تھا۔ چند حضرات نے اس جلوس کو زبردستی روکنے کا پروگرام بنالیا تھا چنانچہ صبح ہی سے پولیس اور مولوی صاحبان کے درمیان ہنگامہ آرائی ہوتی رہی۔ اور جب یہ جلوس مسجد کے سامنے سے گزرنے لگا تو اس پر پتھراؤ ہوا اور گولیاں چلیں۔ اور یہ سب کچھ انتظامیہ کی بہترین کوشش کے باوجود بھی ہوگیا۔

اس علاقہ کے عوام کو اور مجھے اس بات کا بہت دکھ ہے کہ مسجد کا تقدس پامال ہوا اور سید الشہدا کے جلوس کی بے حرمتی ہوئی اور اسکی ذمہ داری خود اس مسجد کے مولوی صاحبان پر عائد ہوتی ہے

دستخط و مہر:

ابرار محی الدین احمد

28-10-87

ادارۂ تعلیمات الٰہیہ

اے-۱۴۰/۱۷ - فیڈرل بی ایریا - کراچی

مؤسس و بانی سید محمد حسین النقوی

فون: ۶۸۲۹۶۲

تاریخ ____________

حوالہ نمبر ____________

باسمہ سبحانہ

متعدد ذرائع سے یہ خبریں ہم تک پہنچیں ہیں کہ سواد اعظم کے مطالبات کو منوانے اور گرفتار علماء کو رہا کرانے کے سلسلہ میں حکومت پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے لہذا ہم حکومت کو متنبہ کر رہے ہیں کہ ہم جلوس عزاداری کے راستہ میں تبدیلی کے موقف پر کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں ہیں جس راستہ سے ہمیشہ سے جلوس گزرتا چلا آیا ہے اسی راستہ سے انشاء اللہ ہمیشہ ہمیشہ گزرے گا یہ ہمارا ایسا حق ہے جسے چھینا نہیں جا سکتا اور جلوس عزاداری داخل عبادات ہیں

فقط محمد حسین النقوی

۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۱ھ ہجری

مولانا سید محمد حسین نقوی

(فرزند اکبر مولانا سید محمد محسن صاحب قبلہ مجتہد)

maablib.org

Syed Saghir Hussain Jafri
M.A., LL.B.
Advocate High Court and Supreme Court

Phones : Office : [illegible]
Res. : [illegible]

84, AZIZ CHAMBERS,
OPP. CITY COURTS,
KARACHI.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Date 19-12-1987

عزاداری سید الشہدا ملت جعفریہ کا مسلمہ حق ہے جس کی حیثیت آئینی ہے
اسمیں شک نہیں کہ محرم کے دوران شیعہ اور سنی دونوں اہل بیت محبت اور
امام حسینؑ کی یاد مناتے ہیں۔ مگر گذشتہ چند برسوں سے سواد اعظم نے
محرم کے دوران کشیدگی پیدا کرنے بھائی کو بھائی سے لڑانے کی ناپاک
کوششیں شروع کی ہوئی ہیں تاکہ اہل کراچی کو آپس میں لڑا کر
کمزور کر دیا جائے۔ اہل کراچی اب اتنے بیوقوف نہیں سمجھتے ہیں
اس لئے سواد اعظم عوامی حمایت حاصل کرنے میں سراسر ناکام رہی ہے
شیعہ سنی دونوں بھائی بھائی ہیں اور انکا عملی مظاہرہ بھی اس سال محرم کے
دوران ہوا ہے جسکا ثبوت یہ ہے ماسوائے جامع مسجد نیو ٹاؤن کے
کراچی میں کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لہٰذا ملت جعفریہ کا حکومت
سے پرزور مطالبہ ہے سواد اعظم کے علماء اور کارکنان جو گرفتار ہیں
عدالت میں ملک کے قانون کے تحت مقدمہ چلایا جائے اور انہیں رہا کرنے
کیلئے کسی بھی قسم کا دباؤ قبول نہ کیا جائے۔ نیز ہماری ملت جعفریہ اس
یا شیعہ سنی اور مقتدرہ نے سواد اعظم کا جلوس عزا کے روٹ میں تبدیلی
کا مطالبہ سراسر ناجائز اور غیر قانونی ہے لہٰذا حکومت سواد اعظم کی
اس مطالبہ کو مسترد کرے جلوس عزا کے طے شدہ روٹ میں کسی قسم کی
تبدیلی نہ کرے کیونکہ شیعہ قوم اپنے اس موقف پر شدت سے قائم ہے
اور اس مسئلہ پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔

سید صغیر حسین جعفری